عرس خواجہ مبارک

رجب المرجب ۱۴۴۴ھ / فروری ۲۰۲۳ء
FEBRUARY-2023 Rs. 30/-

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

مدیر اعلیٰ — مدظلہ العالی

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

- مشائخ چشت کے ساتھ امام احمد رضا کی عقیدت و محبت
- طلب العلم فریضة علی کل مسلم میں کون سا علم مراد ہے؟
- سلطان الہند کے ارشادات اور ہمارا معاشرہ
- اختلاف رائے کے مختلف دائرے اور ان کا حکم
- نقوش تاج الشریعہ! ایک خصوصی مطالعہ
- خواجہ غریب نواز اور ان کی نکتہ آفرینیاں
- سیدنا غریب نواز اور ہندوستان
- خواجۂ ہند اور ان کی تبلیغ و ارشاد
- صبر و تحمل اور برداشت

مدیر
مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیة جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ھند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

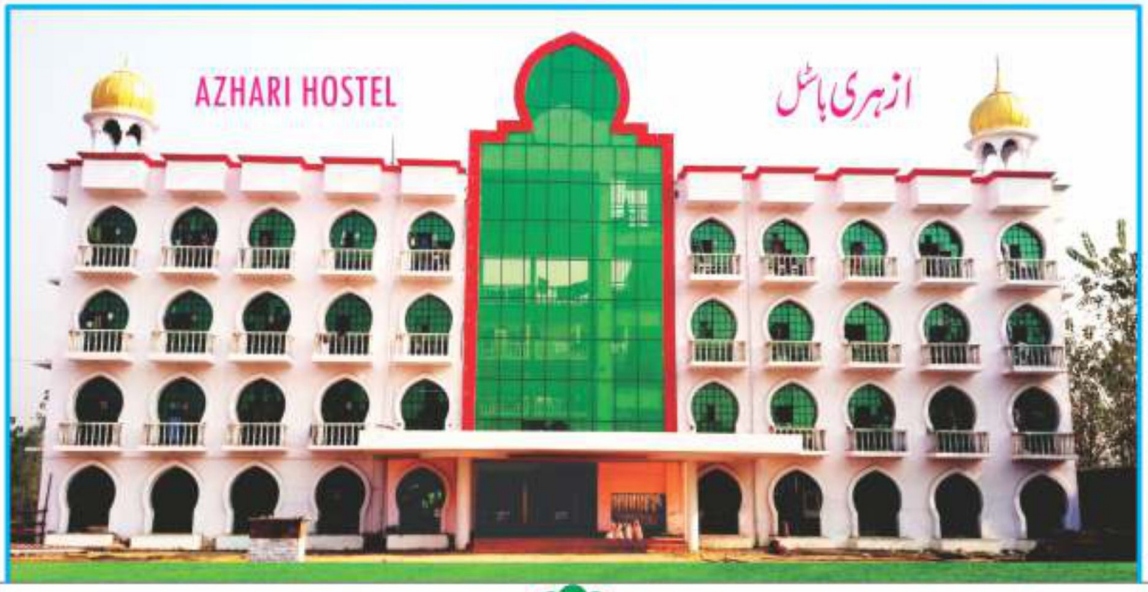

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی سرپرست روحانی
وارثِ علوم اعلیٰحضرت عکسِ حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدہ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رضی اللہ عنہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرہ اعلیٰحضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العلی

مرکز اہل سنت و جماعت اسسہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا قادری برکاتی بریلوی

مسلکِ اعلیٰحضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۲
Issue No. 02
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۴ھ
رجب المرجب
فروری ۲۰۲۳ء

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	خواجۂ ہند اور ان کی تبلیغ وارشاد	محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی	۵
اسلامیات	صبر وتحمل اور برداشت	مفتی محمد اسلم رضا میمن	۶
ملفوظات	ملفوظات تاج الشریعہ	حضور تاج الشریعہ قدس سرہ	۱۳
تحقیقات وتدقیقات	طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم میں کون سا علم مراد ہے؟	مولانا رضوان عالم مرکزی	۱۷
احوال قوم وملت	اختلاف رائے کے مختلف دائرے اور ان کا حکم	مولانا اشرف رضا قادری	۲۲
اسلاف واخلاف	خواجہ غریب نواز اور ان کی نکتہ آفرینیاں	مفتی محمد صابر القادری فیضی	۲۵
❀	سلطان الہند کے ارشادات اور ہمارا معاشرہ	مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی	۳۲
❀	مشائخ چشت کے ساتھ امام احمد رضا کی عقیدت ومحبت	ڈاکٹر عبد السلام ثمر	۳۴
❀	سیدنا غریب نواز اور ہندوستان	مولانا مجتبیٰ اشرف قادری	۴۰
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی صالح قادری بریلوی	۴۴
سخن در سخن	نقوش تاج الشریعہ! ایک خصوصی مطالعہ	مولانا محمد طفیل احمد مصباحی	۴۸
منظومات	خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا	استاذ زمن علامہ حسن رضا قادری بریلوی	۵۴
❀	خسرو دہر میں فرمان ہے چلتا تیرا	حضور تاج الشریعہ قدس سرہ	۵۴
❀	ایسا ظالم چمن کا مالی ہے	مولانا محمد سلمان رضا فریدی	۵۴
❀	مبارک ہو نواسہ آپ کو اے قائد ملت	مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی	۵۴

سلطان الہند کی شانِ عبادت واستغنا

سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن رات عبادت وریاضت الٰہی میں مشغول رہتے تھے، آپ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور ۷۰ رسال تک عشا کے وضو سے نمازِ فجر ادا فرمائی، آپ ساتویں روز پانچ مثقال سوکھی روٹی سے صرف پانی میں بھگو کر روزہ افطار کرتے تھے، آپ نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا، کہا جاتا ہے کہ آپ نے زندگی بھر صرف ایک ہی لباس پہنا، جب کبھی وہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اس میں پیوند لگا لیا کرتے تھے، بے شمار پیوند لگنے کی وجہ سے وہ اتنا وزنی ہو گیا تھا کہ آپ کے وصال کے بعد جب اسے تولا گیا تو اس کا وزن ساڑھے باون سیر تھا، خواجہ غریب نواز نے اپنی زندگی میں کل ۵۱ رحج پیدل چل کر کئے، آپ ۲۴ رگھنٹے میں دو بار قرآن پاک پڑھ لیا کرتے تھے۔

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

خواجۂ ہند اور ان کی تبلیغ وارشاد

ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں حضور خواجہ غریب نواز کی آمد ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، ہندوستان جہاں کفر و ضلالت زدہ انسانوں کے قلوب واذہان کے ظلمت کی آماجگاہ بن چکے تھے، لوگ وحدہ لاشریک کی بارگاہ بے کس پناہ میں سجود نیاز لٹانے کے بجائے ہزاروں باطل خداؤں کے قدموں میں ڈھیر کر چکے تھے، جو جتنے خداؤں کی پرستش کرتا لوگ اسے اتنا ہی بڑا تصور کرتے تھے، طاقت کی پوجا کرتے کرتے لوگ دنیا کے ہر طاقتور کے قدموں پر اپنا سر خم کر دینے کے عادی ہو چکے تھے، ایسے میں انھیں ان کی ضلالت وگمراہی سے آگاہ کرنے اور انھیں تمام باطل خداؤں سے پھیر کر صرف ایک خدا کی بارہ تک پہنچانے کا تصور اچھے اچھوں کا جگر پانی کر دیتا، لیکن خواجۂ ہند نے ہندوستان کے اجمیر جیسے خطے کو اپنے تبلیغی مشن کا مرکز بنایا جہاں دُور دُور تک کفر وشرک اور ضلالت وگمراہی کی تاریکیوں کا دَور دَورہ تھا۔

آپ نے اسلامی تعلیم وتربیت اور اخلاق وکردار کا وہ جوہر دکھلایا کہ لوگ خواہی نخواہی آپ کے گرویدہ ہوتے چلے گئے، اسلام کی بھینی بھینی خوشبو ظلمت زدہ لوگوں کے مشام جاں کو معطر کرتی چلی گئی، جوق در جوق انسانوں کا ہجوم دین مصطفےٰ کے دامن میں پناہ لینے لگا، ہندوستان میں اسلام کی بڑھتی مقبولیت کے پیش نظر طاقت وقوت کے بل پر دیوتاؤں کا پیکر اختیار کرنے والے پاکھنڈیوں کے ہوش اڑنے لگے، سوچا کیوں نہ انھیں طاقت کے زور پر شہر بدر کر دیا جائے، پریشانیوں سے دوچار کر دیا جائے جس سے یہ فقیر اور اس کے ہمنوا یہاں سے نقل مکانی پر مجبور ہو جائیں، چناں چہ طرح طرح کی ایذا رسانیوں کا سلسلہ شروع ہوا، شعبدہ بازوں اور جادوگروں کا سہارا لیا گیا، لیکن وہ مرد حق آگاہ صبر ورضا کے ساتھ باطل کے تمام حملوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹا رہا، اس کے پائے ثبات میں ذرّہ برابر بھی لرزش نہ آئی، بالآخر حق غالب آیا، مخالفین موافقین میں بدل گئے، دشمن دوست بن گئے، ایذا رسانیاں کرنے والے راہوں میں پھول اور پلکیں بچھانے لگے، صرف آپ کی مومنانہ، صوفیانہ، مخلصانہ اور مؤثرانہ تبلیغ کے نتیجے میں لاکھوں بندگان خدا ایمان و اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

خراسان سے چل کر سرزمین ہند کو قدوم میمنت لزوم سرفراز کرنے والے روحانیت کے اس تاجدار نے انسانی قلوب واذہان پر ایسی حکومت قائم کی کہ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی سکہ رائج الوقت کی طرح آپ کی وہ حکومت قائم ودائم ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہاں کی ولایت تو انھیں بارگاہ مصطفےٰ جان رحمت ﷺ سے تفویض کی گئی تھی، ایک دن بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا:

> ”اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے، میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی، وہاں کفر کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجمیر جا، تیرے وجود سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کا نور ہر سو پھیلے گا۔“ (سیر الاقطاب، ص ۱۲۴)

حضور خواجہ غریب نواز نے اپنے تبلیغی مرکز میں مبلغین و دعاۃ کی ایسی پختہ کار جماعت تیار کی جس نے ہندوستان کے دیگر شہروں اور صوبوں میں اسلامی ہمہ جہتی کا نور پھیلایا، بے شمار گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا، انھیں اللہ ورسول کی معرفت اور مقصد حیات کا پتہ بتایا، آپ کے خلفا میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ وجیہ الدین، سلطان مسعود غازی اور شیخ وحید الدین خراسانی بقیہ ص ۵۳ پر

اداریہ

(از: مفتی محمد اسلم رضا میمن*

صبر، تحمل اور برداشت

اسلامیات

صبر وتحمل وبردباری کا لغوی معنی برداشت کرنا، بوجھ اٹھانا اور نرمی اختیار کرنا ہے، جبکہ اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد ناگوار باتوں میں برداشت سے کام لینا اور نامُوافق حالات میں نرمی اور تواضُع کا اظہار کرنا، تحمل وبُردباری کہلاتا ہے۔(۱)

تحمل وبُردباری کی اہمیت

دینِ اسلام میں تحمل وبُردباری کی بڑی اہمیت ہے، یہ ایک گراں قدر نعمت ہے، اس کی بدولت ہم ایک اچھی اور بہترین زندگی بسر کرسکتے ہیں، اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے خوب لگایا جاسکتا ہے، کہ حلم (برداشت) اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات میں سے ایک صفت ہے، اللہ کریم اپنے بندوں کی لغزشوں گناہوں کو مُعاف اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے، خالق کائنات جل جلالہ کا ارشادِ پاک ہے:

"وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔(۲) جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔"

تحمل وبُردباری انبیا کی بھی صفت ہے

تحمل وبرداشت ایک ایسا وصف ہے جس سے تمام انبیا متصف فرمائے گئے، حضرت سیّدنا ابراہیم کے اس وصف کا بالخصوص ذکر کرتے ہوئے اللہ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ۔(۳) یقیناً ابراہیم تحمل والا، بہت آئیں کرنے، رُجوع لانے والا ہے۔"

تحمل وبُردباری کا مظاہرہ سنّت انبیا ہے

جاہل اور بے وقوف لوگوں کی بدتمیزی اور جہالت پر تحمل، بُردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا سنّت انبیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ، قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ۔(۴) اس کی قوم کے کافر سردار بولے: یقیناً ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور یقیناً ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں، کہا: اے میری قوم! مجھے بے وقوفی سے کوئی تعلق نہیں، میں تو پروردگارِ عالم کا رسول ہوں، تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں۔"

صدرالاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مُرادآبادی ان آیاتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "کفّار کا حضرت سیّدنا ہود علیہ السلام کی جناب میں یہ گستاخانہ کلام کہ "تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں، جھوٹا گمان کرتے ہیں" انتہائی درجہ کی بے ادبی اور کمینگی تھی اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا، مگر آپ نے اپنے اَخلاق وادب اور شانِ حلم (تحمل وبرداشت) سے جو جواب دیا، اس سے شانِ مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی اور ان کی جَہالت سے چشم پوشی فرمائی۔"(۵)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے

دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے والے مبلغین کو چاہیے، کہ حسن اَخلاق اور تحمل وبرداشت سے کام لیں اور کوئی کتنی ہی سخت بات کہہ دے، اس پر صبر وتحمل سے کام لیں، خندہ پیشانی سے پیش آئیں اور رِضائے الٰہی کے لیے اپنے غصے کو پی جائیں؛ کہ یہ اللہ کے نیک بندوں اور مقبولانِ بارگاہ کا خاص وصف اور پہچان ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔(۶) غصہ پینے والے اور لوگوں سے

* مضمون نگار وزارت اوقاف ابوظہبی کے مفتی ہیں۔

درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔"

جاہلوں سے اجتناب

اللہ کے نیک بندے جاہلوں سے اِعراض (اجتناب) کرتے ہیں اور ان کی ناگوار باتوں پر تحمل و برداشت کا مظاہرہ کرتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا-(۷) رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں: بس سلام! حضرت سیّدنا مجاہد اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ زمین پر آہستہ چلنے سے مراد ان کا تحمل، برداشت اور وقار ہے۔"(۸)

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا :

"وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا-(۹) جب بے ہودہ پر گزرتے ہیں، اپنی عزّت سنبھالے گزر جاتے ہیں اور اپنے آپ کو لہو و باطل سے ملوث نہیں ہونے دیتے، ایسی مجالس سے اِعراض کرتے ہیں۔"(۱۰)

صبر کرنے کی تلقین

اہلِ ایمان کو حکم ہے کہ اگر کوئی گروہ تمہارے ساتھ ظلم و زیادتی کرے، تو تم انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود تحمل، برداشت اور صبر سے کام لو؛ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر اور افضل ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَىٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ-(۱۱) اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کو صبر سب سے اچھا ہے۔"

"عجائب القرآن" میں ہے کہ "حضرت سیّدنا نُوح علیہ السلام ساڑھے نو سو 950 / برس تک اپنی قوم کی طرف سے اِیذا رَسانیوں، دِلخراش طعنوں اور گالیوں کے باوجود صبر و تحمل کے ساتھ اپنی قوم کو ہدایت کا درس دیتے رہے اور جب تک ان پر وحی نہیں آ گئی کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، اس وقت تک آپ برابر ہدایت کا وعظ سناتے ہی رہے، جب بذریعہ وحی آپ ان لوگوں کے ایمان سے مایوس ہو گئے، تو آپ نے ان ظالموں کے لیے ہلاکت کی دعا فرمائی، قومِ مسلم کے واعظوں اور ہادیوں کے لیے حضرت نُوح علیہ السلام کا اُسوۂ حسنہ چراغِ ہدایت و منارۂ نور ہے، کہ وہ بھی صبر و استقلال کے ساتھ برابر تبلیغ و اِرشاد کا کام جاری رکھیں۔"(۱۲)

ذاتی انتقام سے گریز

حضور نبی کریم ﷺ کو راہِ خدا میں بے شمار تکلیفیں پہنچائی گئیں، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے انتہائی صبر اور تحمل و برداشت کا مظاہرہ فرمایا اور کبھی کسی کو ذاتی انتقام کا نشانہ نہیں بنایا، حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

"وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللهِ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ-(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی سے ذاتی مُعاملے میں انتقام نہیں لیا، سوائے اس صورت کے کہ کسی نے اَحکامِ خداوندی کی نافرمانی کی ہو۔"

سب سے زیادہ بُردبار

طاقت اور انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے مخالفین کو مُعاف کر دینا، تحمل، بُردباری اور برداشت کی علامت ہے، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"وأحلَمُكُم مَن عفَا بعدَ قدرِهِ-(۱۴) تم میں سب سے زِیادہ بُردبار (برداشت والا) وہ ہے، جو طاقت کے باوجود مُعاف کر دے۔"

تحمل و بُردباری! اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ خصلت

تحمل و بردباری وہ پیاری صفات ہیں، جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے، تاجدارِ رسالت ﷺ نے حضرت اشج عبد قیس میں حلم، بُردباری اور سنجیدگی دیکھی تو ان سے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ-[1] الْحِلْمُ[2] وَ الْأَنَاةُ-(۱۵) تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند

فرماتا ہے: [1] بردباری (برداشت) [2] اور سمجھ۔"

غرور وتکبّر! تحمل وبرداشت کی راہ میں بڑی رکاوٹ

تحمل وبرداشت کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ غرور وتکبّر ہے، غرور وتکبّر کے باعث انسانی طبیعت میں بے جا غصہ اور شدّت جیسی مذموم صفات پیدا ہوتی ہیں، جو اسے تحمل مزاجی، رافت ونرمی اور برداشت کا مظاہرہ کرنے سے روکتی ہیں، حجۃ الاسلام سیّدنا امام محمد غزالی" کیمیائے سعادت" میں فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے امیر المومنین سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سخت کلامی کی، آپ نے سر جھکا لیا اور فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے غصہ آجائے؟ اور شیطان مجھے تکبر اور حکومت کے غرور میں مبتلا کرے؟ اور میں تم کو ظلم کا نشانہ بناؤں؟ اور بروزِ قیامت تم مجھ سے اِس کا بدلہ لو؟ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوگا! یہ فرما کر خاموش ہو گئے۔" (۱۶)

تحمل مزاجی اپنانے کا طریقہ

جس طرح کوئی بھی چیز سیکھنے سے آتی ہے، اسی طرح تحمل مزاجی کی صفت بہ تکلف صبر کرنے اور برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے، لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ خلافِ مزاج بات پر اپنے غصے کو قابو میں رکھے اور تحمل وبرداشت کا مظاہرہ کرے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرورِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَالْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ، وَمَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ يُعْطَهُ، وَمَنْ يَتَّوَقَّ الشَّرَّ يُتَوَقَّهُ۔ (۱۷) علم سیکھنے سے آتا ہے اور تحمل مزاجی بہ تکلف برداشت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور جو بھلائی حاصل کرنے کی کوشش کرے اسے بھلائی دی جاتی ہے اور جو شر سے بچنا چاہتا ہے، اسے شر سے بچا لیا جاتا ہے۔"

تحمل مزاجی سے مزیّن ہونے کی دعا

ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر تحمل مزاجی پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا بھی کریں؛ کہ سرکارِ دو جہاں ﷺ بھی تحمل مزاجی، تقویٰ، علم اور عافیت کے لیے بنفسِ نفیس یہ دعا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ أَغْنِنِي بِالْعِلْمِ، وَزَيِّنِّي بِالْحِلْمِ، وَأَكْرِمْنِي بِالتَّقْوَى، وَجَمِّلْنِي بِالْعَافِيَةِ۔ (۱۸) اے اللہ! مجھے علم کے ذریعہ غنی، تحمل مزاجی سے مُزیّن، تقویٰ سے مکرم اور عافیت سے آراستہ فرما۔"

بُردباری سے پیش آنے کا اِنعام

کسی کے جاہلانہ برتاؤ پر تحمل، بُردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا، مددِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! میں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے قطع تعلقی کرتے ہیں! میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے بُرا سلوک کرتے ہیں! میں ان کے ساتھ بُردباری سے پیش آتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے جاہلانہ برتاؤ کرتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ، مَادُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ۔ (۱۹) اگر مُعاملہ اسی طرح ہے جیسے تم نے کہا، تو گویا انہیں جلتی ہوئی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم اس حال پر رہو گے، تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار رہے گا۔"

عورتوں کے ساتھ نرمی اور بُردباری سے پیش آنے کی تلقین

تحمل، برداشت اور نرمی کے سب سے زیادہ حقدار انسان کے اپنے اہل وعیال ہیں، لہٰذا اگر زوجین (میاں بیوی) میں سے کوئی ایک بدمزاج، بداَخلاق اور زبان دراز ہو، تو فریقِ ثانی کو چاہیے کہ صبر، تحمل اور برداشت سے کام لے، سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْراً، فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْراً۔ (۲۰) خواتین سے نیک سلوک کرو؛ کیونکہ

اُن کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی کا سب سے اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے، اگر تم نے اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑے رکھو تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، لہٰذا خواتین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

تحمل مزاجی، برداشت اور صبر افضل ترین اعمال میں سے ہیں، بزرگانِ دین کے نزدیک تحمل و برداشت زُہد کا دوسرا نام ہے، منقول ہے کہ حضرت سفیان ثوری، ابوخزیمہ یربوعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضیل بن عیاض جمع ہو کر زُہد کے بارے میں گفتگو کرنے لگے، تو اُن سب نے اس پر اِتفاق کیا کہ اعمال میں سب سے افضل غصے کے وقت تحمل مزاجی اور مصیبت کے وقت صبر سے کام لینا ہے۔" (۲۱)

بے جا غصّہ، عدم برداشت اور بے صبری انسانی قوتِ اِیقان واطمینان کو ختم کر دیتی ہیں، اس کے باعث انسان ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر بڑے بڑے جرائم اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے، جبکہ تحمل، برداشت اور رَواداری کے باعث نئی امیدیں پروان چڑھتی ہیں، قلبِ انسانی میں امید اور یقین کے نئے چراغ روشن ہوتے ہیں، لہٰذا مُعاشرے کے امن، سکون اور بقا کے لیے بحیثیت مسلمان ہمیں اپنی شخصیت کو تحمل و بُردباری، برداشت اور صبر جیسی اعلیٰ صفات سے مزیّن کرنا چاہیے، کہ مُعاشرتی امن، سکون اور ترقی کے لیے تحمل و برداشت کی حیثیت ایک ضامن کی سی ہے۔

اے اللہ! ہمیں تحمل، بُردباری اور برداشت جیسی اعلیٰ صفات سے مزیّن فرما، غرور و تکبّر سے محفوظ فرما، جاہلوں کے ساتھ اُلجھنے سے اجتناب کی توفیق مَرحمت فرما، اپنے اہل وعیال اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما اور بے جا غصّہ، بے صبری اور عدم برداشت جیسی صفاتِ رَذِیلہ سے نجات عطا فرما، آمین یاربّ العالمین۔

(۱) "جمہرۃ اللغۃ" للأزدی، الحلم، 1/565، ملخصاً۔ و"التعریفات" للجرجانی، الحلم، ص۹۲ و"فرہنگِ آصفیہ" تحمل، 1/596، ملخصاً۔ (۲) پ2، البقرۃ: 235 (۳) پ۱۲، ہود۷۵: (۴) پ۸، الأعراف۶۶:-۶۸۔ (۵) "تفسیر خزائن العرفان" پ8، الأعراف، زیرِ آیت 68: 300۔ (۶) پ۴، آل عمران۱۳۴: (۷) پ۱۹، الفرقان۶۳: (۸) "تفسیر الطبری" تحت الآیۃ۶۳: ر20086: الجزء۱۹، ص43 (۹) پ۱۹، الفرقان۷۲: (۱۰) "تفسیر خزائن العرفان" پ19، الفرقان، زیرِ آیت 72/680۔ (۱۱) پ۱۴، النحل۱۲۶: (۱۲) "غرائب القرآن" (28) طوفان کیونکر ختم ہوا، درسِ ہدایت 325۔ (۱۳) "صحیح البخاری" کتاب الأدب، ر۶۱۲۶: ص۱۰۶۷۔ (۱۴) "الفردوس بمأثور الخطاب" باب الألف، ر850: 1/222۔ (۱۵) "صحیح مسلم" کتاب الإیمان، ر۱۱۸: ص۳۱۔ (۱۶) "کیمیائے سعادت" رکنِ سوم 3، اصلِ چہارم 4، خشم وحقد وحسد 504۔ (۱۷) "تاریخ دِمشق" لابن عساکر، تحت ر2162:- رَجاء... إلخ، 18/99۔ (۱۸) "الجامع الصغیر" حرف الہمزۃ، ر1532: الجزء1، ص96۔ (۱۹) "صحیح مسلم" کتاب البرّ والصلۃ والأدب، ر6525: ص1122۔ (۲۰) "صحیح البخاری" کتاب النکاح، ر5186 ص926۔ (۲۱) "إحیاء علوم الدین" رُبع المہلکات، کتاب ذمّ الغضب... إلخ، 3/176۔

◆◆◆

ص ۱۲ رکا بقیہ.....

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"احادیث و روایات میں مطلق سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ نرا نیل یا مہندی کا میل یا کوئی تیل غرض کچھ ہو سب ناجائز وحرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے۔" اھ

(فتاویٰ رضویہ: ج۹: نصف آخر، ص۳۲: رضا اکیڈمی ممبئی)

◆◆◆

ص ۱۶ رکا بقیہ.....

نکال دیا لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے مگر وہ طلاق دینے پر کسی طرح راضی نہیں ہے اسی طرح کئی ماہ گزر چکے ہیں مگر وہ نہیں مانتا، حضور کوئی حل بتائیے نو مسلم لڑکی کے دین پہ استقامت اور گناہ سے بچنے کی دُعا کی درخواست ہے؟

ارشاد...: اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو استقامت نصیب فرمائے اور اس کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور اس کی مشکل آسان فرمائے اُس لڑکے سے جیسے بنے طلاق لی جائے زبانی طور پر یا تحریری طور پر یا کچھ اس کو دے کر یا زبانی طور پر جبراً حاکم کے دباؤ سے یا اہل اثر کے دباؤ سے اس سے طلاق کہلوائی جائے۔

.....جاری ◄■

از: مولانا عبداللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

اسلامیات

سوال: کیا مرنے کے بعد کسی کا دوبارہ جنم ہوگا؟

جواب: مرنے کے بعد کسی کا بھی دوسرا جنم نہیں ہوگا یعنی دوبارہ پیدا نہیں کیا جائے گا کیوں کہ جو ایک بار پیدا ہو گیا موت آ گئی تو مرنے کے بعد اس کی روح نہ کسی دوسرے بدن میں جائے گی نہ اس کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا بلکہ قیامت آنے تک اس کی روح عالم برزخ (دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے) میں رہے گی لیکن یہ خیال رکھنا کی کسی کی روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے چاہے آدمی کا بدن ہو یا جانور کا یا پیڑ پودے میں یہ سراسر غلط اور اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے اس کا ماننا کفر ہے اسی کو آواگون اور تناسخ کہتے ہیں۔

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱/ح۱/ص۲۶/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا بغیر وضو کے فاتحہ درست نہیں ہے؟

جواب: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر فاتحہ بغیر وضو کے پڑھی جائے تو فاتحہ درست نہیں ہے، یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے حالانکہ درست مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ پڑھنے کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں مگر کر لینا افضل ہے کیوں کہ فاتحہ میں قرآن شریف کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن شریف کو زبانی تلاوت کرنے کے لئے وضو کر لینا بہتر ہے نہ کہ واجب اس لیے کہ یہ تلاوت کے آداب میں سے ہے۔

حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن عظیم پڑھنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱/ح۲/ص۲۳/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں صرف ہونٹ ہلانے اور آواز نہ نکالنے سے تلاوت درست ہے؟

جواب: کچھ لوگ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں خواہ نماز میں یا نماز کے باہر تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز بالکل نہیں نکالتے ان کا اس طریقے سے پڑھنا پڑھنا نہیں، اگر اس طریقے سے نماز میں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر قرآن پاک کی تلاوت کریں گے تو تلاوت کا ثواب بھی نہیں پائیں گے اس لیے کہ آہستہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی آواز سے ضرور پڑھے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلنا اور آواز کا بالکل نہ نکلنا پڑھنا نہیں ہے۔

حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں:

"آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس طرح آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱/ح۳/ص۶۶/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا ناجائز ہے؟

جواب: بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد میت کے چہرے کو دیکھنے کے لیے منع کرتے ہیں کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد میت کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں یہ غلط ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دفن سے پہلے چہرا دیکھ سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں لیکن اس سے بچنا چاہیے کہ دفن کرنے میں تاخیر ہوگی جب کہ حدیث شریف میں میت کو جلد دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ہاں اگر ضرورت ہو تو دیکھ لیں ورنہ بلا ضرورت میت دفن کرنے

* مضمون نگار فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف تخصص کے طالب علم ہیں۔

میں تاخیر نہ کریں، لیکن میت اگر عورت ہو تو غیر محرم کو دیکھنا جائز نہیں، فتاویٰ برکاتیہ میں ہے:

"جس طرح نماز جنازہ سے پہلے میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے ایسے نماز جنازہ کے بعد بھی دیکھنا جائز ہے۔" اھ

(فتاویٰ برکاتیہ: ص ۴۱۵ رشبیر برادرز)

سوال: جنازہ کے آگے آگے چلنا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب جنازہ لے جا رہے ہوتے ہیں تو وہ اس کے آگے آگے چلتے ہیں حالانکہ جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے بہتر ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں دائیں بائیں بھی نہ چلیں اور اگر آگے ہوں تو اتنا آگے ہوں کہ ساتھیوں میں نہ گنے جائیں، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازے سے پیچھے چلیں دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگئے ہوں تو مکروہ ہے۔" اھ

بعض لوگ قبرستان دور ہو تو سواری سے جاتے ہیں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ آگے نہ چلیں اور آگے ہوں تو جنازے سے دور ہوں، اسی میں ہے:

"جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازے سے دور ہو۔" اھ

(بہار شریعت: ج ۱ رح ۴ رص ۱۴۴ رقادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: قبرستان میں جانور چرانا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں گائے بیل بھینس اور بکری وغیرہ جانور چرانا یا باندھنا ناجائز و گناہ ہے اور قبور مسلمین کی توہین و بے حرمتی اور اموات مسلمین کی ایذا رسانی کا باعث ہے کیونکہ گائے بیل بھینس بکری وغیرہ جہاں چرتے ہیں پیشاب اور لید گوبر کرتے ہیں اور قبرستان میں انہیں چرانے اور باندھنے کا مطلب ہوا کہ قبور مسلمین کو جانوروں سے پامال کرنا ان کے پیشاب ولید گوبر سے قبروں کو ملوث اور گندہ کر کے ان کی بے حرمتی کرنا اور مردوں کو ایذا دینا ہے یہ سراسر ناجائز و گناہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"قبرستان میں گھاس اگتی ہے جب تک سبز ہے اسے کاٹنے کی اجازت نہیں جب سوکھ جائے تو کاٹ کر جانوروں کے لیے بھیج سکتے ہیں مگر جانوروں کا قبرستان بھی چرانا کسی طرح جائز نہیں مطلقا حرام ہے قبروں کی بے ادبی ہے مذہب اسلام کی توہین ہے کھلی مذہبی دست اندازی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ: ج ۶ رص ۴۹۲ ررضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: کیا عورت ناپاکی کی حالت میں فاتحہ کا کھانا نہیں پکا سکتی؟

جواب: کچھ عورتیں یہ خیال رکھتی ہیں کہ عورت ناپاکی کی حالت میں فاتحہ کا کھانا نہیں پکا سکتی ان کی یہ کم علمی ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ حیض و نفاس کی حالت میں بھی عورت نیاز فاتحہ کا کھانا پکا سکتی ہے شرعاً کوئی حرج نہیں، جس طریقے سے حیض کی حالت میں حائضہ عورت عام کھانا پکا سکتی ہے اسی طریقے سے فاتحہ کے لئے شیرنی بھی پکا سکتی ہے، اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

"اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز ہے، اسے اپنے ساتھ کھلانا بھی جائز ہے ان باتوں سے احتراز یہود و مجوس کا مسئلہ ہے۔" اھ (فتاویٰ رضویہ: جلد ۲ رصفحہ ۳۶ ررضا اکیڈمی ممبئی)

لہٰذا معلوم ہوا کہ حائضہ عورت نیاز فاتحہ کے لئے کھانا بنا سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا ناخن پانی میں پڑ جائے تو پانی حرام ہو جاتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ مسئلہ مشہور ہے کہ اگر ناخن پانی میں پڑ جائے تو پانی حرام ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر بے وضو شخص بغیر ہاتھ دھوئے پانی میں ناخن ڈالے گا تب پانی مستعمل ہوگا ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عوام میں مشہور ہے کہ بے وضو کا ناخن ڈوبنے سے پانی مکروہ ہو جاتا ہے اور مسئلہ ہے یوں کہ بے وضو کے اعضائے وضو میں جو کوئی بے دھلا حصہ سر کے سوا آب قلیل سے بے

ضرورت مس کرے گا وہ پانی قابلِ وضو نہ رہے گا۔" اھ

(فتاویٰ رضویہ: ج۱/ص۳۱۸/رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال: کیا عورت فاتحہ نہیں پڑھ سکتی ہے؟

جواب: بعض عورتوں کا خیال یہ ہے کہ عورت فاتحہ نہیں پڑھ سکتی ان کی یہ غلط فہمی ہے فاتحہ وایصال ثواب جس طرح مردوں کے لیے جائز ہے اسی طرح بلاشبہ عورتوں کے لیے بھی جائز ہے لیکن بعض عورتیں بلاوجہ پریشان ہوتی ہیں اور فاتحہ کے لئے بچوں کو ادھر ادھر دوڑاتی ہیں حالانکہ وہ خود بھی فاتحہ پڑھ سکتی ہیں، اور کچھ عورتیں اور لڑکیاں جاہل مردوں سے زیادہ پڑھی لکھی نیک پارسا ہوتی ہیں اگر وہ خود ہی قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کریں تو بہتر ہے۔ اگر عورتیں گھر میں پڑھی ہوئی ہیں اور مرد گھر میں نہیں ہیں تو فاتحہ پڑھ سکتی ہیں، فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

"جب عورتیں نماز پڑھ سکتی ہیں تو فاتحہ و درود پاکی کے عالم میں ضرور کرسکتی ہیں۔" اھ (فتاویٰ بحر العلوم: ج۲/ص۲۷۰)

سوال: کیا کھانا کھانے کے دوران باتیں کرنا درست نہیں ہے؟

جواب: عوام میں یہ غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ کھانا کھانے کے دوران باتیں کرنا درست ہے لیکن بے ہودہ باتیں نہ کرے کیوں کہ بالکل چپ رہنا مجوسیوں یعنی آگ کی پوجا کرنے والوں کا طریقہ ہے، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر بے ہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱/ح۱۶/ص۱۹/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا جانور ذبح کرتے وقت سر الگ ہو جائے تو اس کو کھانا حرام ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ اگر مرغ، بکرا یا کوئی اور حلال جانور جن کو کھانے کا حکم ہے اگر ان کو ذبح کرنے کے وقت سر الگ ہو جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب ذبیحہ کے سر کو کھانا درست نہیں ہے حالانکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس کے سر کو بھی کھانا درست ہے جس طرح سے اس کے گوشت کو کھانا درست ہے، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔" اھ

(بہار شریعت: ج۴/ح۱۵/ص۱۱۸/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: مسلمان عورتوں کو مانگ میں سیندور اور ماتھے پر ٹکلی لگانا کیسا ہے؟

جواب: مسلمان عورتوں کو ماتھے پر سیندور لگانا اور سر کی مانگ میں سیندور بھرنا جائز نہیں ایسے ہی ٹکلی لگانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ طریقہ غیر مسلم کی عورتوں میں رائج ہے، لہٰذا ایسا کرنے میں ان کی مشابہت ہے اور حدیث شریف میں ہے:

"جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے"

اس لیے مسلمان عورتوں کو سندور اور ٹکلی لگانا شرعاً درست نہیں، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"سیندور لگانا مثلہ میں داخل اور حرام ہے نیز اس کا جرم پانی بہنے سے مانع ہوگا جس سے غسل نہیں اترے گا اور افشاں یا ٹکلی بھی وضو و غسل کے ادا کرنے میں مانع ہیں اور ٹکلی میں ہندوؤں سے مشابہت ہوتی ہے کہ مسلمان عورتیں استعمال نہیں کرتیں، ان کے استعمال سے اعراض چاہئے۔"

(فتاویٰ امجدیہ: ج۴/ص۶۰/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال: کیا کالی مہندی لگانا جائز ہے؟

جواب: لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ کالا خضاب لگانا حرام ہے مگر کالی مہندی لگانا جائز یہ بات لوگوں میں غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح حالت جہاد کے سوا کالا خضاب لگانا حرام ہے، اسی طرح کالی مہندی بھی لگانا حرام ہے حدیث شریف میں بغیر کسی قید کے کالے رنگ سے روکا گیا ہے، لہٰذا جو چیز بالوں کو کالا کرے چاہے وہ مہندی ہو یا تیل یا کوئی اور چیز سب ناجائز حرام ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بقیہ ص۹ پر

چوالیسویں قسط

از: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

ملفوظات تاج الشریعہ

صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے ارشادات وفرمودات کو ''ملفوظات'' کے نام سے جانا جاتا ہے، ہر دور میں صالحین اور اولیائے کاملین کے ارشادات وفرمودات قلم بند کرنے یا انھیں محفوظ کرنے کی روایت رہی ہے تا کہ آنے والی نسلیں ان سے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کرسکیں، صوفیائے کرام کے ارشادات وفرمودات اگرچہ سادہ ہوتے ہیں مگر وہ ایسے مؤثر اور معنی خیز ہوتے ہیں کہ ان کا ایک ایک جملہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے، ان کا ایک ہی جملہ کسی بھی قوم کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھا ہے، کسی شاعر نے ان کی اسی صفت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور تاج الشریعہ نے سوال وجواب کا یہ سلسلہ جنوری ۲۰۰۵ء میں شروع کیا جو مسلسل ۲۰۱۶ء تک جاری رہا، یعنی پورے ۱۲ر سالوں تک یہ زرّیں سلسلہ جاری وساری رہا، اس دوران آپ نے کم وبیش ۷۰۰۰ر ہزار سوالوں کے جوابات ارشاد فرمائے جو یقیناً ہماری آنے والی نسلوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہیں، ''ملفوظات تاج الشریعہ'' صرف مئی ۲۰۱۰ء سے اکتوبر ۲۰۱۰ء تک کے سوالات وجوابات پر مشتمل ہے، یعنی حضور تاج الشریعہ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے گیارہ سالوں کے جواہر پارے ریکارڈنگ کی شکل میں ابھی باقی اور محفوظ ہیں، ان شاء اللہ الرحمٰن وہ بھی کتابی صورت میں قارئین کرام کے مطالعہ کی میز پر ہوں گے، راقم الحروف ارباب علم ودانش سے التماس کرتا ہے کہ ''ملفوظات تاج الشریعہ'' میں اگر کوئی شرعی خامی یا غلطی نظر آئے تو اسے ناقل ومرتب کی غلطی تصور کرتے ہوئے ادارے کو مطلع فرمائیں تا کہ اس کی اصلاح کی جاسکے، راقم اس کی چوالیسویں قسط قارئین سنی دنیا کی نذر کر رہا ہے۔

احقر محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

گزشتہ سے پیوستہ

عرض... ۱۳: کیا منیٰ، مزدلفہ، عرفات مکہ کے حصے ہیں؟ اگر میں ۱۴ر دن مکہ شریف میں ٹھہرتا ہوں اور پندرہویں دن میں منیٰ جاتا ہوں تو کیا مجھے قصر پڑھنی ہے؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: اس صورت میں آپ قصر نماز پڑھیں گے اور اس مسئلے کی ابھی چند منٹ پہلے اردو میں، میں مختصر وضاحت کر چکا ہوں۔

عرض... ۱۴: اسلام میں پوسٹ مارٹم جائز ہے یا نہیں اگر کسی وجہ سے کرنا پڑے تو کیا اس کی اجازت ہے؟

ارشاد...: کرنا پڑے یہ ناچاری اور ضرورت کی حالت کی خبر دیتا ہے کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے تو اس پر الزام نہیں ہے اور اگر بے ضرورت اس سے بچ سکتا تھا پھر بھی پوسٹ مارٹم کرایا تو ناجائز وحرام اور میت کے لئے ایذا کا باعث ہے سخت گناہ ہے اور میت کے لئے ایذا ہے۔

عرض... ۱۵: اگر کوئی میڈیکل سائنس کی پڑھائی کر رہا ہے تو کیا انسانی جسم پر تحقیق جائز ہے؟ زندہ یا مردہ جسم پر؟

ارشاد...: جو حکم پوسٹ مارٹم کا ہے وہی اس کا ہے۔

عرض... ۱۶: آج کل حمل روکنے کی تدابیر کرنا عام بات ہے کیا اسلام میں اس کی اجازت ہے؟

ارشاد...: تدابیر میں کیا تدابیر کی جاتی ہیں تفصیل سے سوال کیا جائے پھر اس کا جواب ہوگا۔

عرض...۱۷: میری والدہ ماجدہ کا ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۰ء کو انتقال ہو گیا میں نے ان کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن شریف، سورۂ ملک اور کلمہ طیبہ پڑھے ہیں برائے کرم مجھے ایصالِ ثواب کا طریقہ تعلیم فرما دیجئے؟

ارشاد...: ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دُعا کرے کہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اے اللہ عزوجل! تو اس کو قبول فرما اور اس پر اگر کچھ ثواب تیری بارگاہ سے ملنا ہے قبولیت کی شرط پر تو اس کا ثواب سب سے پہلے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کو اور ان کے اہل بیت کرام کو ان کے اصحاب عظام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو اور درجہ بدرجہ تمام اولیائے کاملین، علمائے عاملین پھر جس کو ثواب پہنچانا چاہتا ہے اس کا نام لے اور جملہ مومنین مومنات کو اس کا ثواب پہنچائے۔

عرض...۱۸: چہلم کا کھانا اپنے عزیز و اقارب کو کھلا سکتے ہیں یا اس کے حقدار صرف فقیر اور مسکین لوگ ہیں؟

ارشاد...: چہلم کا عرف یہ ہے کہ اس میں ایصالِ ثواب مقصود ہوتا ہے اور میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے یہ چہلم کی دعوت کی جاتی ہے تو اس کا کھانا عزیز و اقارب، فقرا اور اغنیا سب کھا سکتے ہیں لیکن بہتر میت کے لئے زیادہ ثواب کا باعث یہ ہے کہ اغنیا وہ کھانا نہ کھائیں اور وہ کھانا فقرا پر تصدق کر دیا جائے اس لئے کہ فقرا پر تصدق کرنا اس کا ثواب اس کی بنسبت زیادہ ہے کہ اغنیا پر تصدق کیا جائے۔

عرض...۱۹: میری بیٹی ڈینٹل ڈاکٹر بنی ہے کیا اسے کلینک یا ہاسپٹل میں کام کرنے کی اجازت ہے جہاں وہ صرف خواتین اور چھوٹے بچوں کا علاج کرے؟

ارشاد...: پردے کے ساتھ اگر وہ نوکری کرنے کی اس کی ضرورت ہے اور کوئی بقدر کفایت اس کو کسب کرنے کی ضرورت ہے اور کوئی اس کی کفایت کرنے والا نہیں ہے تو اس صورت میں وہ یہ نوکری کر سکتی ہے اور اگر کوئی اس کا کفیل ہے اور وہ اس کی کفایت کر سکتا ہے تو اس کو یہ نوکری کرنا شرعاً منع ہے۔

عرض...۲۰: میری کمپنی مجھے سود سے پاک قرض دے رہی ہے اور چار سال کی مدت میں مجھے یہ قرض ادا کرنا ہے جو میری تنخواہ سے کٹتے ہیں تو کیا میں اس قرض کی رقم سے قربانی کر سکتا ہوں؟

ارشاد...: کر سکتے ہیں۔

عرض...۲۱: میں ابھی لیسٹر انگلینڈ میں رہتا ہوں اور کالج میں پڑھتا ہوں میں جب کالج سے گھر پہنچتا ہوں تو بہت دیر ہو جاتی ہے اور گھر سے قریب ترین مسجد دس پندرہ منٹ دور ہے جب کہ سلفیوں کی مسجد میری گلی میں ہے برائے کرم مجھے بتائے کہ کیا مجھے وہاں نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: نہیں، سلفی امام کی اقتدا کی اجازت نہیں۔

عرض...۲۲: میں ساؤتھ افریقہ میں رہتا ہوں تو کیا میں پاکستان میں ہونے والی قربانی میں حصہ دار بن سکتا ہوں؟

ارشاد...: بن سکتے ہیں وہاں سے اپنی قربانی کا کسی کو وکیل بنا دیں تو اس صورت میں جس کو وکیل بنائیں وہ وکیل آپ کی نیابت میں آپ کی قربانی کر سکتا ہے۔

عرض...۲۳: کیا سرکار کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اور تمام سنی مسلمانوں کے ناموں پر قربانی کی اجازت ہے؟

ارشاد...: کیا حرج ہے۔

عرض...۲۴: کیا زکاۃ صرف رمضان میں دی جائے گی؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: نہیں یہ آپ پر منحصر ہے آپ اپنی زکاۃ رمضان میں بھی ادا کر سکتے ہیں اور یا جب آپ دینا چاہیں۔

عرض...۲۵: میں بائیوٹیکنالوجی میں گریجویٹ ہوں میری عمر ۳۱ر سال ہے مجھے اسلامی مطالعہ سے گہری دلچسپی ہے میں صرف عربی پڑھ سکتا ہوں لیکن سمجھ نہیں سکتا میں اردو پڑھ اور لکھ سکتا ہوں برائے کرم کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ میں علم کیسے حاصل کروں۔ (انگریزی سوال)

ارشاد...: میں دُعا کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے علم کو زیادہ کرے اور وہاں پر جو لوگ ہیں ان سے رابطہ کریں اور وہ ان کو مشورہ دیں۔

عرض...۲۶: رمضان میں عمرہ کیا اور عید مدینہ شریف میں منائی

اور صاحب مال حج کے لئے نہیں ہے تو کیا حج فرض ہے؟

ارشاد...: جب اس کو شوال کا چاند حدودِ میقات میں ہو گیا تو اصل مذہب کے اعتبار سے ایسے شخص پر حج پر جانا فرض ہے اگرچہ پیدل جائے لیکن سعودیہ کا قانون یہ ہے کہ عمرہ کرنے والوں کو وہ پابند کرتی ہے کہ وہ ملک چھوڑ دیں اور اپنے ملک کو واپس جائیں یہ پابندی سعودی حکومت کی طرف سے ہے اس صورت میں وہ مجبور ہے اگر وہ واپس ہو گیا اور فقیر ہے تو اس صورت میں اس کو حج کے لئے جانا فرض نہیں ہے جب تک کہ وہ معسر ہو اور حج کی استطاعت نہ رکھے اس کو حج کے لئے جانا فرض نہیں ہے، اس سلسلے میں حضرت عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی تحقیق کی ہے کہ اس پر حج کو جانا فرض نہیں۔

عرض...۲۷: شوہر کے گزر جانے پر یا طلاق ہونے پر عورتوں کو عدت گزارنے کی حکمت ارشاد فرمادیں؟

ارشاد...: حکمت یہ ہے کہ زن و شوہر کا ایک تعلق محبت کا ہوتا ہے اور اس رشتے کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو اس رشتے میں منسلک ہوتے ہیں شرع نے سوگ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ نہ رکھا لیکن عورت کے لئے طلاق ہو جانے کی صورت میں اور شوہر کے وفات پانے کی صورت میں اس کے لئے یہ مدت رکھی کہ وہ طلاق کی صورت میں تین حیض یا تین مہینے یا وضع حمل تک مختلف جو حالت ہو اور موت کی صورت میں جب کہ غیر حاملہ ہو چار مہینے دس دن عدت گزارے حرمت نکاح کی مراعت اور بعض جو رسوم اس سلسلے میں اسلام سے پہلے قائم تھیں ان میں جو جائز رسوم جس طور پر ہو سکتی تھیں شریعت نے ان کو برقرار رکھا۔

عرض...۲۸: کیا سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمۃ کو ''سلطان الاولیا'' کہہ سکتے ہیں یا یہ خطاب صرف حضور سیدنا غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے؟ برائے کرم انگلش میں جواب عنایت فرمادیں۔ (انگریزی سوال)

ارشاد...: حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم سلطان الاولیا ہیں البتہ آپ شیخ احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سلطان الاولیا کہہ سکتے ہیں۔

عرض...۲۹: علم میں اضافے کے لئے آپ کونسی دُعا تجویز فرماتے ہیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ (سورۃ طٰہٰ، جز آیت ۱۱۴)

عرض...۳۰: کیا انگریزی میں لفظ Grave ہمارے پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے مزار اقدس کے لئے مناسب ہے؟ برائے کرم اس مسئلے پر روشنی ڈالیں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: آپ یہ لفظ استعمال کر سکتے ہیں اور اگر آپ مزید تعظیم سے بولنا چاہتے ہیں تو آپ کوئی اور لفظ بھی اس کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں مثلاً آپ یہ کہہ سکتے ہیں:

Blessed Grave (مبارک قبر، مقدس قبر)

عرض...۳۱: ۷۸۶/ ۹۲/ ۳۱۳/ ۲۴/ ۱۵۰/ یہ کن ناموں کے اعداد ہیں اور کیا نہیں لکھنا جائز ہے؟

ارشاد...: ۷۸۶ بسم اللہ کا اختصار ہے ۹۲ سرکار علیہ الصلاۃ و السلام کے نام اقدس ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کے حروف کا عدد ہے اور ۳۱۳ کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ یہ کس کا ہے ۲۴ غالباً وہابی کا اختصار ہے ۱۵۰ کے سلسلے میں مجھے اس وقت معلوم نہیں اور ان کو لکھنا جائز ہے۔

عرض...۳۲: اگر کوئی پانچ وقت کی نماز کا پابند نہیں مگر کچھ وقتوں کی نماز ادا کرتا ہے تو کیا ان نمازوں کے قبول ہونے کی امید رکھنا ٹھیک ہے؟

ارشاد...: اس پر لازم ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں پابندی سے پڑھے اور جب تک اس کے ذمے قضا نمازیں ہیں تو جب تک فرض اس کے ذمے ہیں نفل قبول نہیں ہوگا جو نمازیں ادا کرتا ہے فرض اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان کے قبول کی امید ہے وہ اس کے ذمہ کرم پر ہے چاہے تو قبول فرمائے اور چاہے تو قبول نہ کرے۔

حافظ وظیفہ تو دُعا گفتن است و بس
در بند آں مباش کہ نہ شنید یا شنید

اگر وہ نمازیں خشوع و خضوع اور حقوق کے ساتھ ادا کی جائیں تو اُمید قبول ہے لیکن قبول کا یقین نہیں کیا جا سکتا۔

ملفوظات

عرض... ۳۳: کیا دیہات میں جمعہ کی جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی وضاحت فرمادیں اور اگر دیہات میں جمعہ کے وقت دوسو، تین سو آدمی جمع ہوں تو کیا تب بھی جماعت قائم نہیں ہوسکتی؟

ارشاد...: مذہب حنفی میں دیہات میں جمعہ اور عیدین صحیح نہیں ہیں اس لئے دیہات والوں پر جمعہ کے دن ظہر فرض ہے جو بنام جمعہ دو رکعت پڑھ لینے سے ادا نہ ہوگا بلکہ ذمے پر رہے گا جہاں جمعہ قائم ہے وہاں پر روکا نہ جائے کہ آخر یہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لیتے ہیں جو ایک مذہب پر صحیح آتا ہے اگرچہ حنفی مذہب میں اس کی اجازت نہیں ہے ہاں ان سے بنرمی کہا جائے کہ بنام جمعہ دو رکعت پڑھ لینے کے بعد چار رکعت فرض باجماعت بھی پڑھ لیا کرو تا کہ تمہارے ذمے اس سے فرض ظہر اتر جائے اور فرض ظہر تمہارے ذمے میں باقی نہ رہے۔

عرض... ۳۴: اگر گھر میں حصول برکت کے لئے سورۂ بقرہ کی تلاوت ٹیپ میں لگا کر ہم اپنے کام کاج میں مصروف ہوجائیں تو کیا یہ جائز ہے؟ کیا اس سے قرآن کریم کی بے ادبی تو نہیں ہوگی؟

ارشاد...: یہ جائز نہیں ہے جب قرآن کریم پڑھا جائے تو ضروری ہے کہ اس کو سنا جائے اور ٹیپ میں لگا کر اور پھر کام کاج میں مصروف ہوں یہ جائز نہیں۔

عرض... ۳۵: کیا مرتے ہوئے اگر کسی کو ایمان نصیب نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کافر ہو کر مرا اور قیامت کے دن جب وہ اٹھے گا تو کافروں کی صف میں ہوگا یا مسلمانوں کی؟

ارشاد...: سوال بہت مبہم ہے مرتے ہوئے ایمان نصیب نہ ہو اس کا مطلب کیا ہے؟ اگر وہ شخص پہلے مسلمان تھا اور مرتے وقت کسی وجہ سے وہ کلمہ نہ پڑھ پایا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو ایمان نصیب نہ ہوا جس کو ہم نے اس حالت پر دیکھا کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اس نے زندگی بھر پڑھا اور کوئی فعل اس کا منافی ایمان و اسلام اس سے سرزد نہ ہوا مثلاً بت کو سجدہ نہ کیا کافروں کی کوئی رسم مذہبی اس نے نہ اپنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ کی یا ضروریاتِ دین کا انکار نہ کیا سب اہل سنت و جماعت کے مسلک پر سب مانتا رہا، اب اس کا آخری وقت ہوا اور وہ کسی وجہ سے کلمہ نہ پڑھ سکا تو وہ مسلمان ہے ہم اس کے کافر ہونے کا حکم نہیں کر سکتے اور یہ کہ وہ پہلے بے ایمان تھا اب مرتے وقت اگر حالتِ غرارہ ہے کہ سانس حلق میں اٹک گئی ہے اس وقت اس نے کوشش کر کے کلمہ پڑھ لیا تو اس وقت کا ایمان معتبر نہیں ہے۔

عرض... ۳۶: کیا قیامت تک جتنے بھی انسان دنیا میں آئیں گے چاہے وہ مسلمان ہوں، عیسائی ہوں یا کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتے ہوں وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل ہیں؟

ارشاد...: حضور سرور عالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کی امت دو قسم ہے امت دعوت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی دعوت یہودی، نصرانی، مشرکین عرب سب تمام انسانوں کو کافر اصلی اور اہل کتاب جن پر کتابیں اتریں ان سب کو شامل ہے اس لحاظ سے سب امت دعوت ہے اور امت کا اطلاق عرف عام میں ان لوگوں پر ہوتا ہے جو امت اجابت ہیں جنہوں نے سرکار علیہ الصلاۃ و السلام کا کلمہ پڑھا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اور اس کا مصداق روز اول سے قیامت تک اہل سنت و جماعت ہیں جو ضروریاتِ دین میں سے کسی امر کا انکار نہیں کرتے اور اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان جیسے مطلوب ہے وہ ایمان رکھتے ہیں۔

عرض... ۳۷: کیا میں اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے عمرہ ادا کر سکتا ہوں اور جدہ سے احرام باندھ سکتا ہوں؟ (انگریزی سوال)

ارشاد...: اس میں کوئی حرج نہیں ہے آپ کر سکتے ہیں۔

عرض... ۳۸: یہاں جرمنی میں ایک جرمن لڑکی مسلمان ہوئی اور اس کی شادی ایک مسلمان سے کردی گئی نکاح میں کوئی لکھت پڑھت نہیں ہوئی کیوں کہ یہاں اسلامی طریقے سے ہونے والے نکاح کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے، شادی کے فوراً بعد پتہ چلا کہ لڑکا نشے کا عادی ہے اور لڑکی سے نشے کے لئے پیسوں کا مطالبہ کرنے لگا، لڑکی نے اسے اپنے گھر سے بقیہ ص ۹ پر

از: مولانا محمد رضوان عالم مرکزی *

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ میں کون سا علم مراد ہے؟ ایک تحقیقی جائزہ

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام الفصحاء والبلغاء تاجدار علم وحکمت سید المحققین امام المدققین سرخیل متکلمین ومحدثین ماہر اسجاع فی العبارات شیخ الاسلام والمسلمین مجدد مأۃ ماضیہ وحاضرہ مؤید ملت طیبہ وطاہرہ الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ حضور حدیث "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ" میں عموماً ہر علم مراد ہے یا کوئی خاص علم مقصود ہے، اگر علم خاص مقصود ہے تو وہ کون سا علم ہے؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز یوں جواب رقم فرماتے ہیں:

حدیث" طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ-"

﴿سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب فضل العلماء والحثّ علی طلب العلم، جلد اوّل صفحہ ۲۱۴/الحدیث ۲۲۴﴾ (علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے) کہ بوجہ کثرت طرق وتعدّد مخارج حدیث حسن ہے، اس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد وعورت پر طلب علم کی فرضیت تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر ان علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو، ان کا اعم واشمل واعلیٰ واکمل واہم واجل علم اصول عقائد ہے، جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنّی المذہب ہوتا ہے اور انکار ومخالفت سے کافر یا بدعتی، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سب میں پہلا فرض آدمی پر اِسی کا تعلّم ہے اور اِس کی طرف احتیاج میں سب یکساں، پھر علمِ مسائل نماز یعنی اس کے فرائض وشرائط ومفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے، پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم، مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ، صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج، نکاح کیا چاہے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے، تاجر ہو تو مسائل بیع و شراء، مزارع پر مسائل زراعت، موجر ومستاجر پر مسائل اجارہ، وعلیٰ ھٰذا القیاس ہر اس شخص پر اس کی حالت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے اور انہیں میں سے ہیں، مسائل حلال و حرام کہ ہر فرد بشر ان کا محتاج ہے اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور ان کے طرق تحصیل اور محرمات باطنیہ تکبر وریا وعجب وحسد وغیرہا اور ان کے معالجات کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے جس طرح بے نماز فاسق وفاجر ومرتکب کبائر ہے یونہی بعینہٖ ریا سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے، نسئل اللہ العفو و العافیۃ۔

... تو صرف یہی علوم حدیث میں مراد ہیں وبس۔

علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث مذکور لکھتے ہیں" أراد به ما لامندوحة له عن تعلمه كمعرفة الصانع ونبوة رسله وكيفية الصلاة ونحوها فان تعلمه فرض عين "

(التیسیر شرح الجامع الصغیر للمناوی مکتبہ الامام الشافعی الریاض جلد دوم صفحہ ۱۱۵)

ترجمہ: اس سے وہ علم مراد ہے جس کے سیکھنے سے کوئی چارہ نہیں، جیسے صانع کی پہچان، رسولوں کی نبوت، کیفیت نماز اور اس جیسے دوسرے مسائل کی معرفت، کیونکہ ان باتوں کا سیکھنا فرض عین ہے۔

درمختار میں ہے" اعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه " (درمختار، المقدمہ جلد اول صفحہ ۱۲۵) ترجمہ: جان لیجئے! علم سیکھنا اور اسے حاصل کرنا فرض عین ہے اور اس سے مراد اتنی مقدار ہے کہ جس کی دین میں ضرورت پڑتی ہے۔

رد المحتار میں فصول علامی سے ہے" فرض على كل

* مضمون نگار گھیرا باڑی، ٹھاکر گنج کشن گنج بہار کے متوطن ہیں۔

مکلف و مکلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم وعلم الزكوة لمن له نصاب والحج لمن وجب عليه والبيوع على التجار ليحترزوا عن الشبهات والمكروهات في سائر المعاملات و كذا اهل الحرف وكل من اشتغل بشيء يفرض عليه علمه وحكمه ليمتنع عن الحرام فيه" (فتاویٰ شامی، مقدمہ، جلد اوّل صفحہ ۱۲۵/۱۲۶) ترجمہ: دینی علم اور ہدایت حاصل کرنے کے بعد ہر عاقل بالغ مرد عورت پر وضو غسل نماز اور روزے کے مسائل سیکھنا فرض ہے اور اسی طرح مسائل زکوٰۃ کا جاننا اس شخص کے لئے ضروری ہے جو صاحب نصاب ہے اور حج کے مسائل اس کے لئے جس پر وہ واجب ہے اور خرید و فروخت کے مسائل جاننا کاروبار کرنے والوں کے لئے تا کہ وہ اپنے تمام معاملات میں مشکوک اور مکروہ کاموں سے بچ جائیں یونہی پیشہ ور اور ہر ایسا آدمی جو کسی کام میں مشغول ہو تو اس پر اس کام کا علم رکھنا اور اس کا حکم جاننا فرض ہے تا کہ وہ اس معاملے میں حرام سے بچ جائے۔

اور اسی میں ہے" في تبيين المحارم لا شك في فرضية علم الفرائض الخمس وعلم الإخلاص لأن صحة العمل موقوفة عليه وعلم الحلال والحرام وعلم الرياء لأن العابد محروم من ثواب عمله بالرياء وعلم الحسد والعجب إذهما يأكلان العمل كما تأكل النار الحطب وعلم البيع والشراء والنكاح والطلاق لمن أراد الدخول في هذه الأشياء وعلم الألفاظ المحرمة أو المكفرة ولعمري هذا من أهم المهمات في هذا الزمان" (حاشیۂ ابن عابدین، مقدمہ، جلد اول صفحہ ۱۲۶) ترجمہ: تبیین المحارم میں ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجگانہ فرض نمازوں کی فرضیت جاننا اور حصول اخلاص کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ ہر عمل کی صحت اس پر موقوف ہے، یونہی حلال حرام کا علم اور ریا کا علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ عابد ریا کار اپنی ریا کاری کی وجہ سے اپنے عمل کے اجر و ثواب سے محروم ہوتا ہے، حسد اور خود بینی کا علم رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں انسانی اعمال کو اس طرح کھا جاتے ہیں جیسے آگ لکڑی کو، خرید و فروخت، نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل جاننا اس شخص کے لیے ضروری ہے جو ان کاموں کو کرنا چاہے، یوں ہی حرام اور کفریہ الفاظ جاننا ضروری ہے، مجھے اپنی زندگی کی قسم! اس زمانے میں یہ سب سے زیادہ ضروری امور ہیں۔

''اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ'' میں تحت حدیث مسطور فرماتے ہیں" مراد بعلم درینجا علمیست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام در آمد واجب شد بروئے معرفت صانع تعالیٰ و صفات و علم بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و جز آں از انچہ صحیح نیست ایمان بے آن و چوں وقت نماز آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ و چوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم۔" (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، جلد اوّل، صفحہ ۱۶۱) ترجمہ: اس جگہ (یعنی حدیث مذکور میں) علم سے وہ علم مراد ہے جو مسلمان ہونے کے وقت ضروری ہے مثلاً جب کوئی شخص اسلام لائے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت، یونہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا علم رکھنا اور اس کے علاوہ وہ اسلامی مسائل کہ جن کو جانے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا، پھر جب نماز کا وقت آجائے تو مسائل نماز کو سیکھنا ضروری ہے اور جب رمضان شریف آجائے تو احکام روزہ سیکھنے ضروری ہیں۔

غرض اس حدیث میں اسی قدر علم کی نسبت ارشاد ہے، ہاں آیات و احادیث دیگر کہ فضیلت علما و ترغیب علم میں وارد، وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب، اس کے آگے کوئی درجۂ فضیلت و ترغیب اور جو ان سے خارج ہو ہرگز آیات و احادیث میں مراد نہیں ہو سکتا، اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃً جیسے فقہ و حدیث و تصوف بے تخلیط، و تفسیر قرآن بے افراط و تفریط خواہ وساطۃً مثلاً نحو و صرف و معانی و بیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن و حدیث کے لیے وسیلہ ہیں اور

فقیر غفر اللہ تعالی اس کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے مراد متکلم جیسے خود اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہوسکتی، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہوں نے علم وعلما کے فضائل عالیہ وجلائل غالیہ ارشاد فرمائے انہیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علما وارث انبیا کے ہیں، انبیا نے درہم و دینار ترکہ میں نہ چھوڑے، علم اپنا ورثہ چھوڑا جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔

اخرج ابو داؤد والترمذي وابن ماجة وابن حبان والبيهقي عن أبي درداء رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول فذكر الحديث في فضل العلم وفي آخره "إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔" (سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم، جلد چہارم صفحہ ۳۹، الحدیث ۳۶۴۱) ترجمہ: ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تخریج فرمائی کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا، پھر انہوں نے فضیلت علم میں حدیث بیان فرمائی اور اس کے آخر میں فرمایا کہ بلا شبہ علما، انبیا کے وارث ہیں اور انبیائے کرام نے درہم و دینار ورثہ میں نہیں چھوڑے بلکہ انہوں نے وراثت میں علم چھوڑا ہے پھر جس نے اس کو حاصل کیا تو اس نے وافر حصہ حاصل کیا۔

بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تک تو بے شک محمود اور فضائل جلیلہ موعود کا مصداق اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق ورنہ مذموم وبد ہے جیسے فلسفہ ونجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ وعروض یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ ومساحت، بہر حال اُن فضائل کا مورد نہیں، نہ اس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں، ائمۂ دین فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اس کا نام دفتر علما سے محو ہو جائے۔

في الطريقة المحمدية عن التاتارخانية عن أبي الليث الحافظ وهو كان بسمرقند متقدما في الزمان علي الفقيه أبي الليث قال "من اشتغل بالكلام محي اسمه من العلماء۔ (الطریقۃ المحمدیۃ، النوع الثانی فی منہی عنہا، جلد اوّل صفحہ ۹۳/۹۴) ترجمہ: طریقۂ محمدیہ میں تاتارخانیہ کے حوالے سے ابو اللیث حافظ سے منقول ہے یہ بزرگ سمرقند کے رہنے والے تھے اور مشہور فقیہ ابو اللیث سے زمانے میں پہلے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا: جو علم کلام میں مشغول ہو گیا اس کا نام زمرۂ علما سے مٹ گیا۔

سبحان اللہ! جب متأخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت واسلام ہیں بوجہ اختلاط فلسفہ وزیادات مزخرفہ مذموم ٹھہرا اور اس کا مشتغل لقب عالم کا مستحق نہ ہوا تو خاص فلسفہ ومنطق فلاسفہ ودیگر خرافات کا کیا ذکر ہے، ولہٰذا حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لیے کچھ وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اس میں داخل نہ ہوگا۔

في الهندية عن المحيط "اذا أوصى لاهل العلم بلدة كذا فإنه يدخل فيه اهل الفقه واهل الحديث ولا يدخل من يتكلم بالحكمة" الخ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الوصایا، الباب السادس، جلد ششم صفحہ ۱۴۶) ترجمہ: فتاویٰ عالمگیری میں محیط کے حوالے سے روایت ہے "اگر کوئی شخص شہر کے اہل علم کے لیے کسی چیز کی وصیت کر جائے تو یقیناً اس میں اہل فقہ اور اہل حدیث داخل ہوں گے لیکن جو علم حکمت میں کلام کرے وہ اس وصیت میں داخل نہیں" الخ۔

ونقل مثله في شرح الفقه الاكبر للمتكلمين عن كتب الفتاوى لاصحابنا وسمى منها الظهيرية۔ ترجمہ: اور اسی جیسا کلام ہمارے اصحاب کے فتاووں کے حوالے سے "شرح فقہ اکبر" میں متکلمین کے متعلق ذکر کیا گیا ہے ان فتاووں میں سے فتاویٰ ظہیریہ کا خاص نام لیا گیا ہے۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ قرآن وحدیث سے صدہا دلائل اس معنیٰ پر قائم کر سکتا ہے کہ مصداق فضائل صرف علوم دینیہ ہیں و

بس، ان کے سوا کوئی علم شرع کے نزدیک علم، نہ آیات واحادیث میں مراد، اگرچہ عرف ناس میں باعتبار لغت اسے علم کہا کریں ہاں آلات ووسائل کے لیے حکم مقصود کا ہوتا ہے مگر اسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل وتقصد توسل سیکھے جائیں اس طور پر وہ بھی مورد فضائل ہیں جیسے نماز کے لیے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے، نہ یہ کہ انہیں مقصود قرار دے لیں اور ان کے توغل میں عمر گزار دیں، نحوی لغوی ادیب منطقی کہ انہیں علوم کا ہو رہے اور مقصود اصلی سے کام نہ رکھے زنہار عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انہیں نام ومقام علم حاصل ہوتا جب وہی نہیں تو یہ اپنی حد ذات میں نہ ان خوبیوں کے مصداق تھے نہ قیامت تک ہوں، ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے جیسے آہنگر ونجار اور فلسفی کے لیے یہ مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہار بڑھئی کو ان کا فن دین میں ضرر نہیں پہنچاتا اور فلسفہ تو حرام ومضر اسلام ہے، اس میں منہمک رہنے والا لقب اجہل جاہل، اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، ہیہات ہیہات! اسے علم سے کیا مناسبت، علم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ ہے، نہ وہ جو کفارِ یونان کا پس خوردہ۔

سیدی عارف باللہ فاضل ناصح عبد الغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہ القدسی "حدیقۂ ندیہ" میں فرماتے ہیں:

"الصحابة رضي الله تعالى عنهم لم يكونوا يشغلوا أنفسهم بهذا الفشار الذي اخترعه الحكماء الفلاسفة بل من اعتقد في النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه كان يعلم هذه الشقاشق والهذيانات المنطقية فهو كافر لتحقيره علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم "الخ (الحديقة الندية، النوع الثاني من الأنواع الثلاثة في العلوم المنتهى عنها، جلد اوّل، صفحہ ۳۳۸)

ترجمہ: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے نہ تھے کہ وہ اپنے آپ کو اس خلفشار میں مشغول رکھتے کہ جس کو حکما فلاسفہ نے ایجاد کیا بلکہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھا کہ وہ منطقی یاوہ گوئی اور غیر معقول باتیں جانتے تھے تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے علم کی تحقیر کی الخ۔

قلت فإذا كان هذا قوله في المنطق فما ظنك بالتفلسف الموبق نسأل الله العافية- ترجمہ: میں کہتا ہوں: جب منطق کے بارے ان کا یہ قول ہے تو پھر تباہ کن فلسفہ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔"

اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکار وجود آسمان وتکذیب گردش سیارات وغیرہ کفریات وامور مخالفہ شرع تعلیم کئے جائیں وہ بھی مثل نجوم حرام وملوم اور ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیرھما داخل فضولیات ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوب عمل میں ان کی ہمسر ہے (گویا اجماع وقیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول۔

أخرج ابو داؤد وابن ماجة والحاكم عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم :العلم ثلاثة آية محكمة أو سنة قائمة أو فريضة عادلة وما كان سوا ذٰلك فهو فضل- (سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی تعلیم الفرائض، جلد سوم صفحہ ۲۰۷، الحدیث ۲۸۸۵) ابو داؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے تخریج کی، انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: علم تین ہیں، **اوّل:** پختہ آیت، **دوم:** سنت قائمہ، **سوم:** فریضہ عادلہ (یعنی وہ ضروری چیز جو وجوب عمل میں کتاب وسنت کے برابر ہو) اور جو کچھ ان کے علاوہ ہے وہ زائد ہے۔

اشعہ میں ہے "فریضۃ عادلۃ" فریضہ کہ مثل وعدیل کتاب وسنت ست اشارت ست باجماع وقیاس کہ مستند ومستنبط اند ازان وبایں اعتبار آنرا مساوی ومعادل کتاب وسنت داشتہ اند وتعبیر

ازاں بفریضہ کردند تنبیہ برآنکہ عمل بآنہا واجب ست چنانکہ بہ کتاب وسنت وما کان سوی ذلک فہو فضل وہر چہ کہ ہست از مواد علوم جزیں پس آں فضل ست ولایعنی....

ہر چہ قال اللہ نے قال الرسول
فضلہ باشد فضلہ می خواں اے فضول

ترجمہ: فریضہ عادلہ" جو کتاب وسنت کے مماثل اور ان کے برابر ہو، یہ اجماع اور قیاس کی طرف اشارہ ہے جو ان سے منسوب اور ماخوذ ہو، اسی اعتبار سے اس کو کتاب وسنت کے مساوی اور برابر ٹھہراتے ہیں اور اس کی تعبیر فریضہ کے ساتھ کر کے اس بات پر آگاہ کیا کہ اس پر کتاب وسنت کی طرح عمل کرنا واجب ہے اور جو کچھ ان تین کے علاوہ ہے وہ فالتو ہے یعنی ان کے علاوہ جو مواد علوم ہے وہ فضول اور لایعنی ہے، جو کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول کا ارشاد نہیں، وہ زائد ہے اسے فضول اور زائد سمجھو، ملخصاً۔ (اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ، کتاب العلم، جلد اوّل، صفحہ ۱۶۷)

اسی حدیث کا پورا خلاصہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: كل العلوم سوى القرآن مشغلة، إلا الحديث و علم الفقه في الدين۔ (دیوان امام الشافعی، قافیۃ النون (افضل العلوم) دار الفکر بیروت صفحہ ۳۸۸) ترجمہ: قرآن وحدیث اور فقہ دینی کے علاوہ تمام علوم ایک مشغلہ ہیں، یہ مجمل کلام ہے، باقی تفصیل مقام کے لیے دفتر طویل درکار، جسے منظور ہو احیاء العلوم وطریقۂ محمدیہ وحدیقۂ ندیہ ودر مختار ورد المحتار وغیرھا اسفار علما کی طرف رجوع کرے۔

وفيما ذكرنا كفاية لأهل الدراية والله سبحانه وتعالى أعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔ ترجمہ: جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ اہل دانش کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا عالم ہے اور اس جلیل القدر کا علم نہایت کامل اور بڑا پختہ ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ قدیم، جلد نہم صفحہ ۱۶)

اخیر میں اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دولتِ علم دین سے مالا مال فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید الاولین والآخرین علیہ التحیۃ والتسلیم۔ ◆◆◆

ص ۳۳ کا بقیہ.....

میں اسلامی اجالا بخشا، ان حضرات نے تصنیفات وتالیفات کی دنیا کو آباد کیا اور قلمی وادیوں کو لالہ زار بنایا درس وتدریس کی زمین کو شادابی عطا کی اس کے توسط سے کثرت کے ساتھ اہل علم کا بٹالین پیدا کیا، کوئی ایسا میدان نہیں جہاں انہوں نے کام نہ کیا ہو، اس طرح انہوں نے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خواب کو پورا کیا، حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بڑی سرعت وتیز گامی کے ساتھ باطل کی بیخ کنی ہوتی رہی اور حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کا مشن مسلک اعلیٰ حضرت سے منسوب ہو کر جگمگا تا رہا اور حقانیت وصداقت کی تابانیاں بانٹتا رہا۔

اس وقت جو نت نئے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جس سے خوف زدہ ہو کر ایک مرتبہ پھر صلح کلیت کی وبا نے زور پکڑ لیا ہے، حضور غریب نواز علیہ الرحمہ سے محبت کرنے والوں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے حاملین کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں کہ وہ معاشرے کو اس ایمان سوز بیماری سے نجات دلا کر اپنی غلامی کا ثبوت دیں اور خود بھی اقوال حضور غریب نواز علیہ الرحمہ پر عمل کریں اور معاشرے کو اس پر عمل کرائیں۔

◆◆◆

جماعت رضائے مصطفیٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملّی و مذہب خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

از: مولانا محمد اشرف رضا قادری*

اختلافِ رائے کے مختلف دائرے اور ان کا حکم

احوالِ قوم و ملت

اختلافِ رائے کے مختلف دائرے ہیں:

[۱] دائرۂ ایمان و کفر! مثلاً: یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین اور دیگر باطل مذاہب کے ماننے والوں سے ہمارا اعتقادی و نظریاتی اختلاف۔

[۲] دائرۂ حق و باطل! مثلاً: اہلِ قبلہ کے مختلف گروہوں (اہل سنت، معتزلہ، خوارج و روافض) کے آپسی اختلافات۔

[۳] دینی احکام و فقہی مسائل میں اہل سنت کے علما و فقہا کا دائرۂ اختلاف! مثلاً: احناف و شوافع، مالکیہ و حنابلہ کے مابین اختلاف۔

[۴] جدید فقہی مسائل میں علمائے احناف کا دائرۂ اختلاف۔

[۵] اختلافِ رائے کا ایک دائرہ اسلامی عقائد کی تعبیرات کا بھی ہے، یہاں مسلمہ عقائد میں نہیں بلکہ ان کی تعبیرات میں اختلاف ہوتا ہے، جیسا کہ علم الکلام میں اشاعرہ و ماتریدیہ کا اختلاف دیکھنے کو ملتا ہے۔

پہلے اور دوسرے دائرۂ اختلاف میں ضروریاتِ دین کے انکار کی صورت میں تکفیر و تضلیل کا حکم دیا جا سکتا ہے، لیکن تیسرے اور چوتھے دائرۂ اختلاف میں کسی بھی فریق پر تکفیر تو کجا تضلیل و تفسیق کا بھی حکم نہیں لگایا جا سکتا، پانچواں دائرۂ اختلاف کے تحت مسلمہ عقائد کے باب میں کسی عقیدہ سے اختلاف کرنے والوں کو اہل سنت سے خارج تو قرار دیا جا سکتا ہے، لیکن نفسِ عقیدہ کو درست تسلیم کرتے ہوئے اس کی تعبیر میں اختلاف کرنے والے کو دائرۂ اہل سنت سے خارج قرار دینا درست نہیں۔

صحابہ و تابعین، ائمۂ مجتہدین، احناف و شوافع اور اشاعرہ و ماتریدیہ کے درمیان فقہی احکام، فروعی مسائل اور تعبیراتِ عقائد میں کثیر اختلافات رونما ہوئے، نو پید مسائل میں اختلافِ رائے ماضی میں بھی ہوا، آج بھی جاری ہے اور یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا، لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج نت نئے مسائل میں اختلافِ رائے امت میں انتشار و تفریق کا ذریعہ بنتا جا رہا ہے، جہاں کسی مسئلے کو لے کر دو بڑے عالم و مفتی میں اختلافِ رائے ہوتا ہے، فریقین کے حمایتی اور طرف دار میدان میں کود پڑتے ہیں اور اس کے بعد لعن طعن، تفسیق و تذلیل اور بعض اوقات گالی گلوچ تک کی نوبت آجاتی ہے، ہمارے اکابر و اسلاف میں بھی اختلافِ رائے بلکہ شدید علمی اختلاف ہوا کرتا تھا، لیکن ان کا لب و لہجہ عالمانہ اور سنجیدہ ہوا کرتا تھا۔

حق واضح ہو جانے پر وہ نہایت فراخ دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر لیتے تھے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ اور ننگ و عار محسوس نہیں کرتے تھے، نیز آج کی طرح ان کے محبین و معتقدین آپے سے باہر نہیں ہوتے تھے اور نہ گالی گلوچ کا افسوس ناک بازار گرم ہوتا تھا، لیکن افسوس صد افسوس! آج معاملہ برعکس ہے، حق واضح ہو جانے کے باوجود اہلِ علم اپنے سابقہ موقف پر ڈٹے رہتے ہیں اور توبہ و رجوع تو دور کی بات ہے، حد درجہ تعصب و ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

فروعی مسائل اور علمی تحقیقات میں اختلافِ رائے عام بات ہے، یہ ہر دور میں ہوا ہے اور ہوتا رہے گا، علمی و فقہی اختلاف، اختلاف ہی رہے، گروہ بندی اور مسلکی انتشار کا سبب نہ بنے، اس کے لیے ہمیں دو باتوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ جب دو اہل علم کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلافِ رائے ہو جائے تو طرفین کے چاہنے والوں کو خاموش رہنا چاہیے اور زبانِ طعن دراز کرنے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ اختلافِ رائے، جدید علمی و فقہی تحقیق یا

اپنے فتویٰ کے خلاف کسی بڑے عالم ومفتی کا فتویٰ جو حق سے زیادہ قریب ہے، منظر عام پر آجانے کی صورت میں ہمیں کشادہ قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، نیز اختلاف وانتشار کی فضا ہموار کرنے اور دو گروہ کو آپس میں لڑانے کے بجائے یہ خیال کرتے ہوئے ہمیں اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر لینا چاہیے کہ ہمارے اس طرزِ عمل سے امت اختلاف وافتراق سے بچ جائے گی، وہ اختلاف و انتشار جو رحمت کے بجائے باعثِ زحمت ہیں، اس سے نجات پانے کا سب سے بہتر راستہ یہ ہے کہ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تحقیقات وتنقیحات پر عمل کیا جائے۔

اگر آپ سوال کریں کہ اہل سنت کے دیگر اکابر علما وفقہا کو چھوڑ کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی تحقیقات پر ہی کیوں عمل کرنا چاہیے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا معیارِ تحقیق نہایت بلند تھا اور آپ کے جملہ کتب و رسائل زبردست تحقیقی مباحث اور ذخائر سے مالا مال ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے جن علوم وفنون میں تحقیق کے گوہر آب دار لٹائے ہیں، آج کے دور میں خال خال افراد ہی ان تحقیقات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، آپ کی گراں قدر علمی وفقہی تحقیقات پر اکابر علما ومشائخ نے اپنی پسندگی اور اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

آپ کے اعلیٰ فکر وفن اور بلند پایہ معیارِ تحقیق کا اعتراف کرتے ہوئے صدر الافاضل حضرت علامہ شاہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"آپ کا اندازِ بحث بالکل محققانہ ہے، منطقی مغالطات اور سَفسَطوں سے آپ کا کلام بالکل پاک ہوتا ہے، تدقیق اس قدر کہ علما کو مطالب تک پہنچنے کے لئے بسا اوقات عرق ریزی اور جانفشانی کی ضرورت ہوتی ہے، احتمالاتِ مخالف کی تمام راہیں زبردست دلائل سے اول بند کر دی جاتی ہیں، آپ نے جس بحث میں قلم اٹھایا ہے، ممکن نہیں کہ مخالف کو جائے دم زدن باقی رہی ہو، معاندانہ مکابرے اور سفیہانہ سب وشتم تو کسی علمی تحقیق کا جواب نہیں ہو سکتے اور اس کام کا انجام دینا ہر زبان دراز، عدیم المروت والحیا کو آسان بھی ہے، مگر علمی معارک میں ہرزہ سرائی کیا بار پانے کے قابل ہے؟ مگر نہیں دیکھا گیا کہ محققانہ طور پر کسی شخص کو اس امام المتکلمین کے سامنے لب کشائی کی جرأت ہوتی ہو۔"

(افاضاتِ صدر الافاضل، بحوالہ قاری امام احمد رضا نمبر، ص ۱۸۸)

اعلیٰ حضرت کی تصانیف، تراجم اور تحریروں میں جو علوئے فکر اور علمی جامعیت پائی جاتی ہے، وہ متقدمین ومتاخرین کے یہاں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے، آپ کے معیارِ تحقیق کی عظمت و بلندی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اپنے موقف کے اثبات میں دلائل وبراہین کے انبار لگا دیتے ہیں، فتاویٰ رضویہ (جو فقہ حنفی کا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا اور دائرۃ المعارف ہے) کا مطالعہ کرنے والا راقم کے دعویٰ کی صداقت پر خود کو مجبور پائے گا، کفل الفقیہ الفاہم، حجب العوار عن مخدوم بہار، الھاد الکاف فی حکم الضعاف جیسے تحقیقی رسائل آپ کی تحقیقی عظمت ورفعت کو اجاگر کرتے ہیں، تحقیق متن جس پر آج کی ادبی دنیا کو ناز ہے، آپ نے "حجب العوار" میں متنِ کتاب کی تحقیق سے متعلق وہ قیمتی نکات واصول بیان فرمائے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور طبیعت جھوم اٹھتی ہے، غرض کہ امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنی تمام نگارشات میں اصولِ تحقیق کا پورا پورا خیال رکھا ہے، اجتہادی فکر کے حامل ایک ممتاز فقیہ ومفتی، محتاط محقق، عظیم المرتبت مدبر اور بلند پایہ مصنف کی حیثیت سے آپ کی تہہ دار فکر وشخصیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

دینی وعلمی مسائل میں اختلافِ رائے کے حوالے سے ہمارے اکابر واسلاف کا کیا طریقۂ کار رہا، اس سلسلے میں دو واقعات عوام وخواص کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ وہ ان پر سنجیدگی سے غور کریں اور اختلافی مسائل میں اسلاف کرام کی کشادہ قلبی اور مخلصانہ روش کو اپنائیں۔

[۱] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے معاصرین میں ایک سے ایک اصحابِ فضل وکمال اور ماہرینِ علوم وفنون موجود تھے، ان یگانۂ روزگار شخصیات میں ایک جامع معقول و منقول حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین صاحب رام پوری علیہ الرحمہ

بھی تھے، جن کے علمی وجاہ وجلال کا ایک جہاں معترف ومداح تھا اور آج بھی ہے، آپ نے ایک مرتبہ کوئی فتویٰ صادر فرمایا، جس پر اس وقت کے چوٹی کے علمائے کرام ومفتیانِ عظام نے تائید وتوثیق فرمائی، جب ان کا فتویٰ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ نے اس کے مندرجات سے اختلاف کیا اور اس کے بر عکس فتویٰ تحریر فرمایا۔

جب یہ فتویٰ بریلی سے رام پور پہنچا اور اسے نوابِ رام پور اور خود مفتی ارشاد حسین رام پوری نے ملاحظہ فرمایا تو اپنی علمی عظمت وشہرت کو پسِ پشت ڈال کر نہایت انشراحِ صدر کے ساتھ فرمایا کہ ''یہی فتویٰ درست اور صحیح ہے جو بریلی سے آیا ہے'' اور جب والیِ رام پور نے کہا کہ آپ کے فتویٰ کی تو ہندوستان کے بڑے بڑے علمانے تصدیق کی ہے تو آپ نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ ان علمائے کرام نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے ایسا کیا ہے۔

(مضامینِ امین شریعت، ص ۱۶۰)

[۲] حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی علیہ الرحمہ کی زبان سے چند کلمات خلافِ شرع نکل گئے، یہاں تک کہ آپ کہہ گئے ''عمرے بآیات واحادیث گزشت رفتی وثار بت پرستے کردی'' اس بات کو لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے نہایت عالمانہ طرز پر افہام وتفہیم کے لیے خط و کتابت کا سلسلہ شروع فرمایا، لیکن مولانا عبد الباری علیہ الرحمہ نے ان مکاتیب اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کیا، بالآخر اعلیٰ حضرت نے ان کے رد میں دو جلدوں پر مشتمل ایک کتاب ''الداری الطاری لھفوات عبد الباری'' تحریر فرمائی۔ جب یہ کتاب مولانا عبد الباری علیہ الرحمہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ فرمایا اور ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اعلیٰ حضرت نے پہل فرماتے ہوئے اپنے بڑے صاحب زادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی، صدر الشریعہ مولانا امجد علی علیہما الرحمہ کو حضور صدر الافاضل کی معیت میں مولانا عبد الباری کے پاس لکھنؤ بھیجا، جب مولانا عبد الباری کو ان حضرات کے آنے کی خبر ملی تو وہ اپنے معتقدین کے ساتھ ملنے اسٹیشن پہنچ گئے، جب گاڑی آئی اور یہ حضرات ٹرین سے باہر آئے تو مولانا عبد الباری نے سب سے پہلے حجۃ الاسلام سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے، لیکن حجۃ الاسلام نے مولانا پر شرعی مواخذہ کی وجہ سے ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا، اس بات پر مولانا عبد الباری اور آپ کے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کے چہرے پژمردہ ہو گئے اور وہ واپس جانے لگے، ایسے نازک وقت میں حضور صدر الافاضل نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے مولانا عبد الباری سے اس انداز سے گفتگو کی کہ وہ اصل موضوع پر بات کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ کچھ دیر تک افہام وتفہیم کا سلسلہ جاری رہا۔

آخر کار مولانا عبد الباری رحمۃ الباری اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ نامہ تحریر فرمانے لگے، دریں اثنا ایک سیٹھ صاحب جو مولانا کا بڑا معتقد تھا، کہنے لگا: حضرت! یہ چیک بک ہے، جتنے روپے چاہو لے لو، لیکن توبہ نامہ تحریر مت کرو، یہ سن کر مولانا عبد الباری نے فرمایا: تم اس چیک بک سے میرا ایمان خریدنا چاہتے ہو، میرے سامنے سے دور ہو جاؤ، پھر آپ نے توبہ نامہ تحریر فرما کر حضرت صدر الافاضل کے سپرد کر دیا، آپ نے فرمایا: حضرت! یہ توبہ نامہ صرف ہم لوگوں تک ہی محدود رہے گا، اسے پریس میں نہیں دیا جائے گا، اس وقت مولانا عبد الباری نے برجستہ فرمایا: جب میں خدا کی بارگاہ میں تائب ہو رہا ہوں تو مجھے دوسروں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

یہ تینوں حضرات (حجۃ الاسلام، صدر الافاضل، صدر الشریعہ) وہاں سے رخصت ہو کر سرکار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پہنچے اور سارے احوال وکوائف بیان کر کے توبہ نامہ بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں پیش کیا، آپ نے توبہ نامہ ملاحظہ فرمانے کے بعد حکم دیا کہ کتاب ''الداری الطاری لھفوات عبد الباری'' نذرِ آتش کر دی جائے، آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور اس طرح دو اہل علم حضرات کے درمیان مصالحت ہو گئی۔

(فیضانِ رحمت، حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ، ص ۱۶-۱۵)

◆◆◆

از: مفتی محمد صابر القادری فیضی*

خواجہ غریب نواز اور ان کی نکتہ آفرینیاں

امام ارباب طریقت، پیشوائے اصحاب حقیقت، مستغرق در ذات ذوالجلال، ناطق بلسان احوال، طوفان ضلالت کی کشتی، قطب وحدت، حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ بن سید غیاث الدین حسن سنجری اولیائے کبار اور عارفین صاحب اسرار میں سے تھے، آپ کے کمالات و کرامات بے شمار ہیں، حقائق و معارف میں آپ کے کلمات بہت بلند ہیں، آپ حق تعالیٰ کے محبوبان و مقربان خاص میں سے تھے، آپ کی شان بہت بلند اور حال نہایت قوی تھا، جو شخص آپ کا چہرۂ مبارک دیکھتا تھا، وحدانیت حق اور رسالت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آتا تھا۔

ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں جو لوگ غیر اللہ کی پرستش میں مبتلا تھے، آپ ان سب کو تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آئے، یہ اس وجہ سے تھا کہ بحکم حدیث "الشیخ في القوم کا النبی فی الامت۔ یعنی شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح ایک نبی اپنی امت میں، آپ وارث کتاب اللہ اور نائب رسول اللہ ﷺ ہیں، چنانچہ آپ کو رسول ہند کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (مرآۃ الاسرار)

حضرت خواجہ غریب نواز کی ولادت باسعادت

دنیا باطل کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی اور انسان اپنے مذہب اور انسانیت سے غافل ہو کر بے دینی اور بے حیائی کی طرف تیزی سے قدم بڑھا رہا تھا، جو لوگوں میں انسانیت اور شرافت کی رمق باقی تھی، وہ بھی آہستہ آہستہ دم توڑ رہی تھی، نفرت و دشمنی، تعصب و تنگ نظری گروہ بندی و اقربا پروری جیسی تباہ کن برائیوں نے انسان پر غلبہ حاصل کر لیا تھا، وہ جس کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے، حیوان بلکہ اس سے بدتر اور ذلیل و خوار بنتا جا رہا تھا، اپنی اس کامیابی پر شیطان اور اس کے حواری خوشی سے پاگل ہوئے جا رہے تھے اور زبان حال سے چیخ کر کہہ رہے تھے کہ ہم انسان کو گمراہ کرنے میں اور اس کو جہنم میں لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں، لیکن شیطنت ابھی اپنی جیت کے نشے میں چور انسان کی گمراہی پر قہقہہ لگا رہی تھی کہ رحمت الٰہی کو جوش آ گیا اور ۱۴ رجب المرجب ۵۳۶ھ کو صحرا کے قریب قصبہ سنجر میں علی الصباح جبکہ زاہدان شب بیدار کے علاوہ تمام انسان نیند کے مزے لے رہے ہوتے ہیں۔

غنچوں کے نازک لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی ہے، رنگا رنگ کے پھول ہنسنے لگتے ہیں اور نسیم سحر درختوں کی ہری بھری ٹہنیوں پر بسیرا کرنے والے پرندان خوش اطوار کو جھولا جھلانے لگتی ہے، حضرت بی بی ام الورع کے بطن مبارک سے اس ساعت سعید میں ایک ایسا عظیم المرتبت بچہ اس عالم رنگ و بو میں تشریف لایا، جس نے برائیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے کو نور الٰہی سے جگمگا دیا جو اس آیت کی تفسیر بن کر جہالت کی تاریکی میں سورج کی طرح طلوع ہوا "جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ یعنی حق ظاہر ہوا اور باطل نے منہ چھپا لیا، ظاہر ہے باطل تو مٹنے والی چیز ہے۔

اس فرزند عالی مقام کا نام نامی اسم گرامی معین الدین حسن علیہ الرحمہ تجویز کیا گیا جس کے معنی ہی دین کا مددگار کے آتے ہیں، حقیقتاً اپنے نام کی مناسبت سے دین اسلام کی وہ خدمت کی کہ رہتی دنیا تک جس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ شکم مبارک میں تھے تو میں بہت اچھے اور سچے خواب دیکھا کرتی تھی، گھر میں کھانے پینے کی فراوانی اور سکون تھا، الحاصل کہ گھر میں خیر ہی خیر اور برکت ہی

* مضمون نگار جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کے پرنسپل ہیں۔

برکت تھی، جس وقت شکم مبارک میں آپ کے اندر روح پھونکی گئی کو نصف شب کے بعد سے تسبیح وتہلیل کی مبارک آواز آپ کی والدہ بخوبی سنتیں اور محسوس کرتیں، آپ کی والدہ ماجدہ کے قول کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت کے مبارک موقع پر انوار حق کی شعاؤں نے سارے گھر کو بقعۂ نور بنا دیا تھا۔

(مرآۃ الاسرار)

حضرت خواجہ غریب نواز کا شجرۂ نسب

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نجیب الطرفین سید ہیں یعنی والد کی جانب سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، دونوں سعادتیں حاصل ہیں یعنی آپ حضرات حسنین کریمین کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا زمانۂ طفولیت

حضرت خواجہ بزرگ نے ملک سجستان میں عالم کو اپنے وجود مسعود سے روشن ومنور فرمایا لیکن آپ نے آباواجداد شہر چشت (جو کہ ہرات کے کنارے واقع ہے) کے باشندے تھے، اسی لئے آپ کو چشتی کہا جانے لگا، آپ کے والد گرامی خواجہ غیاث الدین حسن چشتی علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے اکابر علما میں سے تھے، آپ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ پرہیز گار اور کامل ولی تھے۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی ابتدائی تعلیم وتربیت آپ ہی کی نگرانی میں ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کا بچپن بھی اسرار الٰہی ومعرفت حق کے عظیم ترین واقعات سے پُر ہے اور آپ کے بچپن ہی میں لوگ اس بات کو بھانپ چکے تھے کہ حضرت خواجہ غیاث الدین کا یہ لخت جگر امام انسانیت اور رہبر قوم وملت بن کر دنیا میں تشریف لایا ہے، آپ بچپن ہی سے غریب نواز اور سخی واقع ہوئے تھے، چنانچہ بچپن میں کھیل کود کے بجائے ہم عمر بچوں کو اپنے یہاں بلا کر کھانا کھلانا آپ کا محبوب مشغلہ تھا، آپ کے زمانۂ رضاعت یعنی دودھ پینے کے دنوں کا ایک خاص واقعہ جس کو مستند سمجھا جاتا ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شیر خوار کو لے کر آپ کے یہاں آتی اور اس کا بچہ دودھ کے لئے روتا تو آپ اپنی والدہ محترمہ کو اشارہ کرتے کہ وہ اس بچہ کو دودھ پلائیں اور جب وہ دودھ پلاتیں تو آپ بہت خوش ہوتے وغیر ذالک۔ (مہتاب اجمیر، ص ۹۰)

آپ کا صبر وضبط

اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کا امتحان لیتا ہے آپ کو دنیاوی مصائب کی بھٹی میں تپا کر کندن بناتا ہے، قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی کو اس سے مفر نہیں، چنانچہ آپ کو چاروں طرف سے پریشانیوں اور مصیبتوں نے گھیرنا شروع کر دیا، ابھی آپ کی عمر مبارک بمشکل پندرہ سال تھی، آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ غیاث الدین حسن علیہ الرحمہ اس دار فانی سے کوچ فرما کر اس عالم جاودانی میں منتقل ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اتنی کم عمری میں آپ یتیم ہو گئے لیکن ابھی امتحان پورا نہیں ہوا تھا، ابھی آزمائش اور بھی باقی تھی، چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ کے وصال کا غم سامنے آ گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنی کم عمری کے باوجود ان بڑی بڑی آزمائشوں کا مردانہ وار سامنا کیا اور ہر مقابلہ میں کامیاب و کامران ہوئے، لیکن ماں باپ کی محبت وشفقت بہر حال ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی ہے، چناں چہ ان تمام صدمات نے آپ کو کافی کمزور کر دیا مگر صبر وضبط کا دامن آپ نے کسی بھی حالت میں ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور برابر صبر کرتے رہے، حدیث پاک میں آیا ہے:

"العطایا علی قدر البلایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ امتحان و آزمائش کے مقدار ہی انعام عطا فرماتا ہے۔"

آپ کے والد محترم حضرت خواجہ غیاث الدین صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ان کی متروکہ جائیداد سے آپ کو ایک باغ اور ایک پن چکی ملی، آپ اسی کی آمدنی سے اپنے متعلقین کے مصارف برداشت کرتے اور اپنے بچپن اور جوانی کی درمیانی عمر کو کھیل کود میں ضائع کرنے کے بجائے باغبانی اور پن چکی کا کام سنبھال کر گزارا اور مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے تمام فرائض

کو بخیر وخوبی سرانجام دیا، لیکن قدرت خداوندی کو آپ سے کچھ اور ہی کام لینا مقصود تھا، وہ تو آپ کے سر باغ کی ترقی کے بجائے اس کی ترقی کا شہرہ باندھنا جاتی تھی۔ (مہتاب اجمیر)

خواجہ غریب نواز اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ کی ذات بابرکات ہر سہ جانب یعنی خلافت، مادر و پدر سے حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتی ہے، حضرت علی کی فہم وتدبیر اور ان کی اسلام کے لئے قربانیاں کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں، آپ کی ذات اوّل المومنین میں سے ہے اور خلافت راشدہ میں آپ کا شمار چوتھے نمبر پر ہے، اس کے علاوہ آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہیتے بھائی بھی ہوتے ہیں، آپ کی بزرگی اور برتری فخر دو عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس حدیث پاک سے معلوم ہوتی ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا "انا مدینه العلم و علی بابها۔ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ۔" جس طرح کوئی شخص بغیر دروازے سے گزرے شہر میں داخل نہیں ہوسکتا، اسی طرح کوئی عالم حضرت علی سے فیضیاب ہوئے بغیر اسلام کی روح کو نہیں سمجھ سکتا۔

حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے القابات وخطابات

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو قطب المشائخ بحر وبر کے عظیم خطاب سے نوازا ہے، اس کے علاوہ بہت سے علما و مشائخ طریقت اور اولیاء اللہ نے جن خطابات سے یاد فرمایا ہے، ان کی تعداد کثیر ہے، ان میں سے چند جو مشہور ومخصوص یہ ہیں:

وارث الانبیاء والمرسلین، برہان الواصلین، تاج العاشقین، قطب دوراں، تاج المقربین والمحققین، معین الحق، امام شریعت وطریقت، معین الملت، برہان الصفاء امام المشائخ، صاحب اسرار، سید العابدین وغیرہ وغیرہ، ان سب کے علاوہ آپ کا ایک خطاب نایاب اور بھی ہے جو سب سے زیادہ ہمہ گیر اور عالمگیر قسم کا ہے، وہ وہی ہے جس سے حضرت خواجہ کے کروڑوں شیدائی حضرت کو پکارتے اور مدد کے طالب ہوتے ہیں اور وہ ہے ''خواجہ غریب نواز'' علیہ الرحمہ۔ (ایضاً)

حضرت غریب نواز علیہ الرحمہ کی مجالس پاک

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ دلیل العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعرات کے دن قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی، اس وقت جنابت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، مولانا بہاء الدین بخاری اور مولانا شہاب الدین بغدادی حاضر خدمت تھے، زبان مبارک سے فرمایا کہ انسان کے ہر بال تلے جنابت ہے پس ضروری ہے کہ جس جس بال تلے جنابت ہے وہاں پانی پہنچائے اور اپنے بالوں کو تر کرنا چاہیے اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو قیامت کے دن وہی بال اس سے جھگڑے گا، پھر فرمایا: فتاویٰ ظہیریہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ آدمی کا منہ پاک رہتا ہے، جب تک جنب کی حالت میں رہے جو کچھ پانی وغیرہ پیئے وہ ناپاک نہیں ہوتا اگر وہ بے طہارت ہے یا جنبی یا حائض مومن ہو خواہ کافر اس کا منہ پاک ہے۔

اس کے بعد اسی بارے میں فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، ایک صحابی نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! اگر کوئی جنبی ہو اور گرم ہوا چلتی ہو اور پسینے سے کپڑے تر ہو جائیں تو وہ کپڑے ناپاک ہو جائیں گے یا نہیں؟ فرمایا آب دہن پاک ہے، پھر اس موقع کے مناسبت فرمایا کہ میں نے خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کی زبانی سنا ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے باہر دنیا میں آئے اور حضرت حوا کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا اٹھ کر غسل کرو، تو بہت خوش ہوئے اور کہا بھائی جبرئیل اس غسل کا کچھ اجر؟ جواب ملا آپ کے بدن کے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب اور پانی کا ہر ایک قطرہ جو آپ کے بدن سے چھوا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جو قیامت کے دن تک عبادت کرتا رہے گا اور اس عبادت کا ثواب آپ کو ملے گا، پوچھا: اے بھائی جبرئیل! یہ ثواب میرے ہی لئے ہے یا میرے فرزندوں کے لئے بھی؟ جواب ملا! جو آپ کا فرزند مومن ہوگا اور حلال غسل کرے گا۔

اس کے لئے بالوں کی تعداد کے موافق اتنے ہی سالوں کی

عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی اور جو قطرے اس کے بدن سے گریں گے ہر قطرے کے عوض اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو قیامت تک تسبیح وتہلیل میں مشغول رہیں گے اور اس کا ثواب اس مومن کو ملے گا، جب خواجہ صاحب نے یہ بات ختم کی تو رو پڑے اور فرمایا کہ یہ فائدے اس شخص کے بارے میں ہیں، جو حلال غسل کرتا ہے اور جو حرام غسل کرتا ہے اس کے غسل کے وقت بدن سے گرنے والے ہر ایک قطرے سے ایک شیطان پیدا ہوتا ہے، وہ قیامت تک جو بدی یعنی برائی اس شیطان سے سرزد ہوتی ہے، وہ اس شخص کے ذمہ لکھی جاتی ہے۔

(ہشت بہشت)

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ راہ شریعت پر چلنے والوں کا شروع یہ ہے کہ جب لوگ شریعت میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور شریعت کے تمام فرمان بجالاتے ہیں اور اس میں ذرہ برابر تجاوز نہیں کرتے تو اکثر وہ دوسرے مرتبہ پر پہنچتے ہیں جسے طریقت کہتے ہیں، اس کے بعد جب بمعہ شرائط طریقت ثابت قدم ہوتے ہیں اور تمام احکام شریعت پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں تو معرفت کے درجے کو پہنچ جاتے ہیں، جب مقام معرفت کو پہنچتے ہیں تو شناخت کا مقام آجاتا ہے جب اس مقام پر بھی ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو درجۂ حقیقت کو پہنچتے ہیں، اس مرتبہ پر پہنچ کر جو کچھ طلب کرتے ہیں پالیتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے عارف کی تعریف یوں سنی ہے کہ عارف وہ ہے جو دونوں جہاں سے قطع تعلق کرلے، پھر مقام فردانیت پر پہنچے کیوں کہ یہ راہ وہی شخص اختیار کرسکتا ہے جو سب سے بیگانہ بن جائے۔ اس موقع سے فرمایا کہ نماز ایک امانت ہے جو اللہ نے بندوں کو سپرد کی ہے پس بندوں پر واجب ہے کہ امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں اور فرمایا کہ انسان نماز ادا کرے تو رکوع وسجود کما حقہ بجالائے اور ارکان نماز اچھی طرح ملحوظ رکھے۔ (دلیل العارفین)

پھر فرمایا کہ میں نے صلوٰۃ مسعودی میں لکھا دیکھا ہے کہ جب لوگ نماز اچھی طرح ادا کرتے ہیں اور اس کے تمام حقوق بجالاتے ہیں، رکوع وسجود اور قرأت وتسبیح کو ملحوظ رکھتے ہیں تو فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں پھر اس نماز سے نور شائع ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، جب وہ نماز عرش سے نیچے لائی جاتی ہے تو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور نماز ادا کرنے والے کے لئے بخشش مانگ کیوں کہ وہ تیرے حقوق اچھی طرح بجالایا ہے، پھر خواجہ صاحب روئے اور فرمایا یہ تو اچھی طرح نماز ادا کرنے والوں کے حق میں ہے لیکن جو ارکان نماز کو اچھی طرح ملحوظ نہیں رکھتے، جب ان کی نماز کو فرشتے آسمان پر لے جانا چاہتے ہیں تو آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور حکم ہوتا ہے کہ اس نماز کو لے جا کر اسی نمازی کے منہ پر دے مارو، پھر نماز زبان حال سے کہتی ہے کہ جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے خدا تجھے بھی ضائع کرے۔ (دلیل العارفین)

مجاہدات

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خواجہ بزرگ نے بڑے بڑے مجاہدات کئے، آپ سات دن کے بعد پانچ مثقال کے برابر روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے تھے، آپ کا لباس دو چادریں تھیں جن میں کئی کئی پیوند لگ چکے تھے، پیوند لگانے کے لئے جس قسم کا کپڑا مل جاتا آپ چادر میں سل لیتے تھے، جب آپ اصفہان تشریف لے گئے تو شیخ محمود اصفہانی (جو وہاں کے بڑے مشائخ میں سے تھے) کی خدمت میں گئے، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا اس وقت یہ ارادہ تھا کہ شیخ محمود علیہ الرحمہ سے بیعت کرلیں، لیکن جب خواجۂ بزرگ کے جمال احوال کا مشاہدہ کیا تو بے اختیار ہو کر آپ کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور بیعت کرلی، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے لئے بھی ان سے بہتر کوئی مصاحب اور محرم راز نہ تھا جیسا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کے لئے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ سے بہتر کوئی مرید نہ تھا، آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا معین الدین اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور مجھے اپنے مرید پر فخر ہے، اسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز علیہ بھی حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کے ساتھ کمال شفقت

سے پیش آتے تھے بالآخر آپ نے وہ چادریں حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کو عطا فرمائیں جو ان سے حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ تک پہنچیں۔ (مرآۃ الاسرار، ص ۵۹۵)

سلطان المشائخ فوائد الفوائد میں فرماتے ہیں کہ میں نے ان دو چادروں کی زیارت کی ہے، غالباً سلطان المشائخ کو ملی ہوں گی، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو باون برس کی عمر میں خرقۂ خلافت و اجازت نامہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ سے ملا تھا، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ جہاں کہیں جاتے تھے اکثر قبرستان میں قیام فرماتے تھے اور روزانہ دو قرآن پاک ختم فرماتے تھے، جس جگہ آپ کی شہرت ہو جاتی آپ وہاں سے چلے جاتے تھے، آپ خرقان تشریف لے گئے تو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ کے مزار اقدس سے فیض حاصل کیا، دو سال اس علاقے میں رہنے کے بعد استر آباد تشریف لے گئے اور شیخ احمد ناصر الدین استر آبادی علیہ الرحمہ کا فیض صحبت حاصل کیا، شیخ ناصر الدین عظیم القدر مشائخ میں سے تھے جن کی عمر اس وقت ایک سو سات سال کی تھی اور جو تین واسطوں سے سلطان العارفین بایزید بسطامی سے نسبت رکھتے تھے، نیز انہوں نے شیخ ابوالحسن خرقانی اور شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ کی صحبت بھی پائی تھی۔

(ایضاً، ص ۵۹۶)

ملفوظات گرامی

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مشائخ طبقات اور اہل سلوک لکھتے ہیں کہ ''سورۂ فاتحہ'' میں ایک سو چوبیس حروف ہیں اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے ہیں، اس سورہ کے ہر حرف کے بدلے ہزار پیغمبر کا ثواب ہے جو ملتا ہے، اس سورہ میں سات آیتیں ہیں، حضرت امام ناصر بستی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ خدا نے انسان کے جسم میں ہفت اندام پیدا کئے ہیں جو شخص اس کو پڑھتا ہے، وہ ساتوں دوزخوں سے محفوظ رہتا ہے، خواجۂ بزرگ علیہ الرحمہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ سورہ فاتحہ تمام دردوں اور بیماریوں کے لئے شفا ہے، جو بیماری کسی علاج سے درست نہ ہو وہ نماز فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ۴۱ مرتبہ سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ شریف پڑھ کر دم کرنے سے دور ہو جاتی ہے، پھر فرمایا حدیث پاک میں ہے: الفاتحۃ الشفاء من کل داءٍ۔ یعنی سورۂ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے۔

نیز فرمایا کہ ''الحمد'' کے پانچ حرف ہیں، اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے، جو شخص اسے پڑھتا ہے تو جو نقص اس نے پانچوں نمازوں میں کیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے، پھر فرمایا کہ ''اللہ'' میں تین حرف ہیں، اگر پانچ الحمد کے ملا یا تو کل آٹھ ہو جاتے ہیں، اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے تا کہ جس دروازے سے اس کی مرضی ہو داخل ہو سکے، ''رب العٰلمین'' میں دس حرف ہیں، دس اور آٹھ مل کر اٹھارہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں جو شخص یہ اٹھارہ حروف پڑھتا ہے، اسے اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب ملتا ہے ''الرحمٰن'' میں چھ حرف ہیں، چھ اور اٹھارہ مل کر چوبیس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے بنائے ہیں جو بندہ ان چوبیس حروف کو پڑھتا ہے، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ''الرحیم'' میں چھ حرف ہیں، چھ اور چوبیس مل کر تیس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے پل صراط بہ مقدار تیس ہزار سالہ راہ بنایا ہے جو بندہ تیس حرفوں کو پڑھتا ہے، وہ پل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا ''مالك یوم الدین'' میں بارہ حرف ہیں، بارہ اور تیس مل کر بیالیس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سال کے بارہ مہینے پیدا فرمائے جو شخص کا ان بارہ حرفوں کو پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بارہ مہینے کے گناہ بخش دیتا ہے ''ایاك نعبد'' میں آٹھ حرف ہیں، آٹھ اور بیالیس پچاس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا پیدا کیا ہے جو بندہ ان پچاس حروف کو پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے صدیقوں سا معاملہ کرتا ہے اور ''وایاك نستعین'' میں گیارہ حرف ہیں، گیارہ اور پچاس مل کر اکسٹھ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں دریا پیدا کئے ہیں، جو شخص ان اکسٹھ حروف کو پڑھتا ہے تو اکسٹھ دریاؤں کے قطروں کے موافق نیکیاں اس

کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اسی قدر برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹائی جاتی ہیں ''اھدنا الصراط المستقیم'' میں انیس حرف ہیں، انیس اور اکسٹھ مل کر اسّی ہوتے ہیں جو دنیا میں شراب پیتا ہے اسے اسّی درّے لگانے کا حکم ہے، اس کے پڑھنے والے کو اسّی درّے معاف کرتا ہے ''انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین، آمین'' میں چوالیس حروف ہیں، چوالیس اور اسّی مل کر ایک سو چوبیس ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر پیدا کئے ہیں، جو شخص ان ایک سو چوبیس حروف کو پڑھتا ہے اسے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ثواب ملتا ہے۔

(دلیل العارفین، ص ۷۹-۷۷)

آپ کا وصال مبارک

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ اپنی کتاب مرآۃ الاسرار کے صفحہ نمبر ۶۰۹ پر سیر الاولیاء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ جس رات خواجہ بزرگ نے رحلت فرمائی، چند اولیاء اللہ نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اللہ کے دوست معین الدین سنجری آ رہے ہیں، ہم ان کے استقبال کو آئے ہیں، انتقال کے وقت آپ کی پیشانی پر ہرے نور کے رنگ سے لکھا تھا، حبیب اللہ، مات فی حب اللہ (یہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے جس نے اللہ کی محبت میں جان دے دی) آپ کے کمالات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔

آپ تمام مقامات غوثی، قطبی اور قطب الاقطاب سے گزر کر مقام فرد حقیقی یعنی مرتبۂ محبوبیت سے مشرف ہو کر کمال استغراق فنائے احادیث میں دوست سے یک رنگ ہو چکے تھے، آپ کا وصال دوشنبہ مبارکہ کے دن ماہ رجب المرجب ۶۳۲ھ اور دوسری روایت کے مطابق یکشنبہ ماہ ذوالحجہ ۶۳۳ھ کو ہوا، "آفتاب ملک ہند" سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے لیکن سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور دیگر مشائخ چشت نے یہ تصحیح کی ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کا وصال ماہ ربیع الاوّل کی ۱۴ر تاریخ ۶۳۳ھ کو ہوا اور دلیل العارفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور خواجہ قطب الدین نے خود تحریر فرمایا ہے کہ خواجہ بزرگ کا وصال اس وقت ہوا، جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ بقید حیات تھے، پس اس سے اختلاف رفع ہو جاتا ہے اور کتاب کلمات الصادقین سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا وصال ۶ر رجب المرجب ۶۲۷ھ (تسبع و عشرین ستہ) کو سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ہوا، اللہ تعالیٰ ان کی مزار مقدس کو روشن و منور کرے۔

وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ستانوے سال کی تھی، اس میں سے چالیس سال آپ نے اجمیر شریف میں بسر فرمائے، آپ کا وصال آپ کے حجرۂ خاص میں ہوا اور وہیں تدفین عمل میں آئی، چنانچہ آپ کا مزار مبارک تمام ہندوستان کا قبلہ ہے۔

(مرآۃ الاسرار)

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

کرامات

ایک مرتبہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ وضو فرما رہے تھے کہ ایک غمزدہ عورت آپ کے پاس آئی اور آپ سے اپنا دکھ اس طرح بیان کیا کہ حضور میں آپ کے پاس ایک فریادی کی حیثیت سے آئی ہوں، کیوں کہ شہر کے راجہ نے بلاقصور میرے صاحبزادے کو قتل کر دیا ہے، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ یہ خبر سن کر کہ صاحبزادے کو بلاقصور قتل کر دیا گیا ہے بھلا کیسے چین آسکتا تھا، چنانچہ آپ وضو کر کے فوراً اس عورت کے ساتھ راجہ کے پاس پہنچے، مقتول کے سر اور دھڑ کو ایک دوسرے سے ملا کر بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کیا کہ ''اے رب العلمین اگر یہ لڑکا بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو تو اپنے فضل و کرم سے اس کو دوبارہ زندگی عطا فرما'' یہ دعا مانگ کر آپ نے اپنا عصا مبارک لڑکے کے جسم پر رکھ کر ارشاد فرمایا: خدا کے حکم سے اٹھ، آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا، جب راجہ نے یہ کرامت دیکھی تو اپنی غلطی پر بہت

نادم ہوا اور اس سے سچی توبہ کرتے ہوئے آئندہ کے لئے معافی مانگی آپ نے اس کو معاف کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا گزر ایک ایسی آبادی سے ہوا جہاں مشرک کافر آباد تھے اور کوئی مسلمان نہیں رہتا تھا، جب ان لوگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ لوگ آپ کو نقصان پہنچانے بلکہ شہید کرنے کی غرض سے آپ کے پاس آئے، لیکن جب انہوں نے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے مقدس اور پر جلال چہرۂ مبارک کو دیکھا تو ان پر ایسا خوف اور دہشت طاری ہوئی کہ ساری شیخی اور منصوبہ سازی بھول گئے، حضرت والا کی خدمت بابرکت میں یوں عرض کرنے پر مجبور ہوئے کہ حضور ہماری خطا معاف کیجئے اور ہماری غلطی کو نظر انداز فرماتے ہوئے ہمیں مسلمان بنا لیجئے، چنانچہ آپ نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کی غلطی کو معاف کر انہیں دولت اسلام سے بھی سرفراز فرمایا۔

ایک مقام پر سات آتش پرست رہتے تھے، وہ لوگ ریاضت کر کے ایسے ایسے روزے رکھتے کہ چھ ماہ بعد صرف ایک لقمہ کھاتے اور لوگوں کو آنے والے واقعات کی خبر دیتے اور ان کی خبریں اکثر صحیح نکلتیں، چنانچہ بہت سے لوگ ان کے معتقد ہو گئے، ایک دن انہوں نے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کو دیکھا تو فوراً ان کے قدموں پر گر پڑے، آپ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ "اے آتش پرستو! خدا کو جاننے اور اس کی طاقت وقدرت کا اعتراف کرنے کے بعد بھی غیر اللہ یعنی آگ کو پوجتے ہو؟ آپ کی یہ بات سن کر ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ تو آگ کو صرف اس وجہ سے پوجتے ہیں تا کہ قیامت کے دن یہ ہمارا خیال رکھے اور ہمیں نہ جلائے۔

حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے ان سے فرمایا کہ تم اگر اللہ کی عبادت کرنا شروع کر دو تو آگ نہ تمہیں جلائے گی اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان پہنچائے گی، وہ لوگ آپ کی خدمت میں یوں گویا ہوئے کہ آپ خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ہم تو جب جانیں گے کہ آپ آگ میں کود جائیں اور آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، تب ہم آپ کی بات بھی مان لیں گے اور مذہب اسلام قبول کر لیں گے، جب حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے ان کی یہ شرط سنی تو ارشاد فرمایا کہ آگ میں تو اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ ہماری جوتی بھی جلا سکے وہ ہمیں کیا جلائے گی، یہ فرما کر آپ نے اپنی نعلین مبارک آگ میں ڈال دی اور آگ سے یوں خطاب فرمایا: اے آگ ہماری جوتیوں کی حفاظت کر، آپ کے یہ ارشاد فرماتے ہی آگ فوراً سرد ہو گئی اور غیب سے آواز آئی کہ آگ میں یہ طاقت کہاں کہ ہمارے دوست کی جوتیوں کو جلا سکے، جب ان آتش پرستوں نے خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ کرامت دیکھی تو ان کے دل پر اس کرامت کا بڑا اثر ہوا، اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہو کر سب کے سب ولئ کامل ہوئے۔ (مہتاب اجمیر)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یوں تو حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی بے شمار کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں، یہاں مضمون کے طوالت کے پیش نظر اختصار سے کام لیا گیا ہے، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات سے بہت سی عبرتیں حاصل ہوتی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کبھی بھی مصائب وآلام سے پریشان نہیں ہونا چاہئے "مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ ست" کے تحت اپنی محنت وکاوش صبر وشکر کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے خدائے وحدہ لاشریک کے فرائض کو بخوبی انجام دیتے رہنا چاہئے۔

دعا ہے کہ مولائے کریم بطفیل حبیب پاک ﷺ اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ مجھے اور تمام خوش عقیدہ مسلمانوں کو استقامت فی الدین والایمان اور تمام بلیات وآفات وشیاطین کی شرور، دشمنوں، بدمعاشوں وجناتوں کے شر وفساد سے محفوظ رکھتے ہوئے حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے نوازے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

◆◆◆

از: مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی *

سلطان الہند کے ارشادات اور ہمارا معاشرہ

اسلاف و اخلاف

خواجۂ خواجگان، عطائے رسول، سلطان الہند، ہندالولی، غریب نواز، حضرت سید معین الدین حسن سجزی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دنیائے اسلام بالخصوص اہل ہند پر بھت بڑا احسان ہے کہ آج بھی گلستان ہند اسلامی باد بہاری سے سرسبز و شاداب ہے، سرزمین ہند پر اسلام کی جلوہ گری اس کے ابتدا ہی دور میں ہو چکی تھی اور اس کے پھلنے پھولنے کا تسلسل بھی جاری تھا جو ایک تاریخی کی حقیقت ہے جس سے انحراف نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ بھی ایک مسلمہ صداقت ہے کہ ہندوستان میں اسلامی روایت کو تقویت و استحکام حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کی آمد پر ضیا کے بعد ہی ملی۔

یہ سب کچھ آپ کے اعلی اقدار، بے مثالی کریکٹر و کردار، عمدہ اخلاق، صالح عادات و اطوار، ملاحت سے مملو گفتار، دعوت و تبلیغ کے احسن اسلوب، انتھک کوشش و کاوش، جاں سوز محنت و مشقت، جگر پاش جہد مسلسل کا نتیجہ و ثمرہ رہا کہ آپ کے مقدس و نیر بار ہاتھوں پر ہزاروں لوگ حلقہ بگوشان اسلام ہوئے اور آپ کے حیات مستعار تک ایمان لانے کا سلسلہ جاری و ساری رہا، آپ کے بعد آپ کے خلفا و تربیت یافتگان نے اس مشن کو آگے بڑھانے کا کام کیا اور یہ سلسلہ ایک زمانہ تک چلتا رہا اس کے بعد تعطل و جمود کا دور آیا جس نے اندھیروں کو جلا بخشا۔

اس درمیان کئی فقید المثال شخصیات کی طلعت باری ہوئی جنہوں نے تاریکیوں کے وجود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی سعئ تام کی اور اس میں ایک حد تک کامیاب و کامران بھی ہوئے پھر انگریزوں نے اپنا قدم جما لیا اور اس نے فضائے ہند پر کالی گھٹاؤں کا ہر چہار سمت پہرہ بیٹھا دیا اور اہل اسلام میں ضمیر فروشوں کی خریداری کر کے انہیں اصول اسلام و مشن غریب نواز علیہ الرحمہ کا باغی بنا دیا یہ باغی گروپ رفتہ رفتہ کئی خیموں میں بٹتے چلے گئے اور منفرد انداز میں ہر ایک جماعت نے دستورات اسلامی پر یلغار کرنے لگے اور خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ کے لگائے ہوئے چمن کا جو حصہ باقی تھا، اس کو بھی تاراج کرنے کے درپے ہوئے اس زمانہ میں امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ نے ان تحریکات کے خلاف انقلاب عظیم برپا کیا اور دشمنان اسلام کا دندان شکن قلمی جواب دیکر خوب خوب اس کی سرکوبی کی سلطان الہند علیہ الرحمہ کی انقلابی تحریک کو سبوتاج ہونے سے بچا لیا اور اس آفاقی تحریک کو استحکام بخشنے کیلئے جن جن لوازمات کی ضرورت درکار ہوئی سب کو وجود بخشا۔

مثلاً علمی کتب کا عظیم ذخیرہ عطا کیا، تلامذہ و خلفا کا بھت بڑا لشکر تیار کیا علمی دانش گاہ منظر اسلام کو وجود میں لایا اور جماعت رضائے مصطفی کی داغ بیل ڈالی ان بنیادی چیزوں کے ذریعہ وہ کارہائے نمایاں انجام پائے کہ غلامی کا حق ادا ہو گیا۔

منظر اسلام سے آج تک علما کی شکل میں سپاہیان اسلامی کا ایک جم غفیر نکل کر میدان میں آرہا ہے اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں منہمک ہوتا چلا جا رہا ہے، غریب نواز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں؛ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: الصلوٰۃ معراج المومنین۔ تمام مقاموں سے بڑھ کر یہی نماز ہے، نماز ہی کے ذریعہ لقائے ربانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے بیان کرتا ھے قرب وہی پا سکتا ہے جو راز کے لائق ہو یہ راز سوائے نماز کے کسی طرح حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

اہل عشق صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر سورج نکلنے تک قرار پکڑتے ہیں جس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی

* مضمون نگار فخر ازہر دارالافتاء، ہاسپیٹ بلاری کرناٹک کے مفتی ہیں۔

نظر میں مقبول ہوں اور انوار کی تجلی ان پر دم بدم ہو، نماز ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد کی ہے، اس لئے بندوں پر واجب ہے کہ امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں جب انسان نماز ادا کرے تو اسے چاہئے کہ رکوع وسجود کما حقہ بجا لائے اور ارکان نماز اچھی طرح یاد رکھے، نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے جب ستون قائم ہوگا، گھر بھی قائم ہوگا اور ستون اگر ہٹ جائے تو چھت فوراً گر پڑے گی چونکہ اسلام و دین کے لئے بمنزل ستون ہے، اس لئے نماز کے اندر جب فرض؛ سنت؛ رکوع اور سجود میں خلل آئے گا تو حقیقت اسلام و دین میں بھی نقص وخرابی پیدا ہوجائے گی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں۔

(دلیل العارفین)

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ نے نماز کی حقیقت وحیثیت کو خوب اجاگر فرمادیا مگر امت مسلمہ کی زبوں حالی کا جائزہ لیجئے تو کہنا پڑے گا کہ نماز جیسے لازوال دولت سے مسلمانوں کی اکثریت دور ہے اور یہی اس کی ذلت وخواری کا اصل سبب ہے، ہم چھٹی شریف تو بڑے دھوم دھام سے مناتے ہیں اور اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں لیکن غریب نواز علیہ الرحمہ کے مشن کا جو جزو لاینفک حصہ تھا، اس کو فراموش کر بیٹھے جو درحقیقت عقیدت ومحبت کے منافی ہے، اگر ہمیں زندگی مطلوب ہے تو تحریک حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کا عملی حصہ بننا پڑے گا، اس طرح تحریک بھی زندہ رہے گا، عقیدت کا اظہار بھی ہوگا اور ذلت وخواری سے محفوظ بھی رہ پائیں گے آج جب کہ کفر سر چڑھ کر بول رہا ہے اس کی تباہی سے بچنے کے لئے ہمارے پاس اس کے سوائے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دل وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور مشاہدۂ حق میں باقی ہو، اللہ تعالیٰ اس کے سارے اعمال پر غالب ہو، اپنے آپ پر اعتبار کچھ نہ ہو اور عرش تک اسے کچھ قرار نہ ہو۔ (دلیل العارفین)

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کی تحریک کا یہ ایک اٹوٹ حصہ ہے جس نے انہیں ہر محاذ پر کامیابیوں سے ہم کنار فرمایا انہوں نے کبھی بھی اپنی ذات پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اپنے رب کی مرضی پر اپنی حیات کی کشتی کو لگا کر چھوڑ دیا اس اعتماد ویقین کے ساتھ کہ جو اس کے بھروسے پر چلتا ہے وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا ہے اور نہ ہی کسی بیساکھی کا محتاج ہوتا ہے، اگر ہماری حالت بھی یہی ہوتی تو آج موت کے ڈر سے کافر کو خوش کرنے کے لئے اور کی حمایت وتعاون کے حصول کے لئے کلمات کفریہ کے مرتکب نہ ہوتے اور اپنے ایمان کو برباد نہ کرتے۔

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کے دوستی ومحبت نے خاموش کر رکھا ہے کیونکہ وہ عالم موجودات سے بے خبر وبے نیاز ہوجاتے ہیں، محبت میں صادق وہ ہے کہ والدین اور خویش واقربا سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرلے پس وہ شخص ہے جو کلام الٰہی کے حکم پر چلے اور دوستیٔ حق میں ثابت قدم ہو، اللہ تعالیٰ کی دوستی اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ دشمن جانتا ہے ان سے دشمنی کی جائے۔ (دلیل العارفین)

حضور غریب نواز علیہ الرحمہ کی حیات مستعار کا پل پل ان امور سے عبارت رہی یہی وجہ ہے کہ دشمنان اسلام ہزاروں جتن کے باوجود ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے کل بھی ان کی عظمت کا ڈنکا بجا موجودہ وقت میں بھی بج رہا ہے اور سدا بجتا رہے گا اور جنہوں نے اس مشن کو اپنایا، اس سے پیار کیا حیات مستعار کیلئے مشعل راہ بنالیا وہ بھی آفاقی شہرت وعظمت کے حامل بنے اسی مشن و تحریک کو آج مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے، اس لئے تو حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں پیغام دیا۔ ؎

مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لئے

اس منظر اسلام نے ہزاروں ادارے کو جنم دیا جہاں سے اسلامی کرنیں بکھر کر عالم اسلام کو منور کر رہی ہیں، خلفا وتلامذہ کی تبلیغی کوشش وکاوش نے لاکھوں تیرہ وتار محلات بقیہ ص ۲۱ پر

از: ڈاکٹر حافظ عبدالسلام ثمر*

مشائخ چشت اہل بہشت کے ساتھ امام احمد رضا کی عقیدت ومحبت

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے مری سرکاروں کے

یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان جس سلسلے سے منسلک ہوتا ہے، وہ اسی سے محبت وعقیدت کا دم بھرتا ہے، وہ خواہ علمی سلسلہ ہو یا طریقت کا سلسلہ ہو، اپنے استادوں اور پیروں کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا، ایسا ہونا بھی چاہیے، یہ جذبہ قابل ستائش ہے، لیکن اس میں اعتدال بہر حال ملحوظ رکھا جائے، افراط وتفریط کہیں بھی مناسب نہیں ہوتا، ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ ہماری عقیدت کے ترازو غیر متوازن ہو جاتے ہیں، ہم ہر صورت میں اپنے سلسلے کی برتری اور تفوق قائم رکھنے کے لیے حد اعتدال سے نکل کر ایک انتہا تک جا پہنچتے ہیں، نتیجۃً دوسرے سلسلے کے اصحابِ فضل وکمال کے منکر اور ان کے متعلق تنگ دل ہو جاتے ہیں۔

کسی بھی علمی وروحانی تحریک سے وابستہ افراد کا عمومی رویہ یہی بن چکا ہے، لیکن وسیع المشرب، بلند ہمت نفوسِ قدسیہ کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنے سلسلے کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے دوسروں کے حقوق سے بھی صرف نظر نہیں کرتے، ان کی عظمتوں کے معترف ہوتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کا تعلق بھی مؤخر الذکر گروہ سے ہے، آپ کشتۂ عشقِ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، محبوب کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبتوں کا بھی لحاظ رکھتے تھے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں یا امت کے اولیاء کاملین ہوں، امام احمد رضا سب کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے، آپ کا سلسلہ طریقت چونکہ قادریہ تھا۔

اس لیے آپ کو حضور سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی، بارگاہِ غوثیت سے آپ کو اتنا ملا تھا کہ کہیں اور جانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی تھی، آپ کا مجموعۂ کلام "حدائق بخشش" ہو یا "قصیدہ اکسیر اعظم" ہو، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب سے بھرے پڑے ہیں، بایں ہمہ آپ کو دیگر سلاسل تصوف بالخصوص حضراتِ چشت عنبر سرشت قدست اسرارہم کے بزرگانِ دین سے بھی بڑی عقیدت ومحبت تھی۔

آپ نے اپنی تحریروں میں بڑے بڑے القابات کے ساتھ مشائخ چشت کا ذکر کیا ہے، ان کی بارگاہ کی حاضری اور ان سے فیض پانے کے واقعات درج کیے ہیں، معلومات پر اطلاع نہ ہونے اور قلت مطالعہ کے باعث ہمارے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے بعض متعلقین ومتوسلین یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ "مولانا احمد رضا خان تو قوالی کے بھی قائل نہیں تھے، چشتی بزرگوں کے مناقب نہیں لکھے وغیرہ وغیرہ" اور بعض تو آپ کے نام کے ساتھ "اعلیٰ حضرت" کہنا بھی گوارا نہیں کرتے حالانکہ "اعلیٰ حضرت" کا لقب آپ کو دیگر خانقاہوں کے سجادگان نے ہی مشترکہ طور پر دیا تھا، اب یہ لقب آپ کے ساتھ ایسا خاص ہو گیا ہے کہ جب بھی کہیں مطلق "اعلیٰ حضرت" بولا جائے تو مراد امام احمد رضا خان قادری کی ہی ذات گرامی ہوتی ہے۔

مشائخ چشت کے ساتھ آپ کی عقیدت کی ایک جہت یہ ہے کہ آپ نے ان کی تعلیمات ومعمولات کو قرآن وسنت سے دلائل قائم کر کے مدلل کیا ہے، علم غیب ومسئلہ حاضر وناظر، نذر ونیاز، ایصال ثواب، عرس، توسل واستمداد، زیارت قبور، میلاد وقیام وغیرہا بے شمار امور ہیں جو بزرگانِ دین کے ہاں مسلم ہیں، آپ نے قرآن وسنت اور متقدمین علمائے اہلسنت کی کتابوں

* مضمون نگار چیلا واہن شریف، فاضل بھیرہ شریف کے متوطن ہیں۔

سے ان کا ثبوت فراہم کر کے ان کی استنادی حیثیت کو متعین کر دیا ہے، مخالفین کی طرف سے اولیائے کرام کے اوراد و وظائف پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

طریقت وتصوف کے بے شمار مسائل پیری مریدی، بیعت وسجادگی، خلافت، اقوال صوفیاء کی تشریحات اور عارفانہ کلام کی توضیحات اپنے فتاویٰ میں درج کیے ہیں بلکہ بعض مسائل پر تو مستقل رسائل لکھ دیئے ہیں، سلاسل سے منسلک حضرات کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے مشائخ کے ملفوظات کے علاوہ ان کی مستقل تصانیف بہت کم ہیں، کسی بھی مسئلہ کا ثبوت دینا ہو تو ہمیں تاجدارِ بریلی کی تحقیقات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، بعد والے علما انہیں کی خوشہ چین ہیں۔

چشتیوں کی عقیدت کا مرکز اجمیر شریف ہے، حضور سیدنا سلطان الہند، حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی عقیدت ملاحظہ فرمائیں:

[۱] اجمیر شریف سے ایک استفتاء آپ کے پاس آیا کہ اگر کوئی مولوی اپنے مدرسے کے دروازے پر اور خلافت کے بورڈ پر اور خلافت کی ٹوپی پر اور خلافت کی رسید پر فقط اجمیر لکھے، کیا اجمیر کے ساتھ شریف نہ لکھنا اور اصلی نام غلام معین الدین پر غلام نہ لکھا، خلاف عقیدہ اہل سنت ہے یا نہیں ہے؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے جواب دیا:

"اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلوہ افروزی حیات ظاہری ومزار پر انوار کو (جن کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدو اللہ ہے، صحیح بخاری شریف میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے: من عادی لی ولیًا فقد اٰذنته بالحرب۔ جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے اور اگر یہ ناپاک التزام بربنائے کسل وکوتاہ قلمی ہے تو سخت بے برکتا اور فضل عظیم وخیر جسیم سے محروم ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۵/ب)

اسی طرح آپ کے پاس ایک سوال آیا: حضرت غوث اعظم پاک قدس سرہ کو دستگیر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

"حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۹/ج)

اجمیر شریف اور محبوب الٰہی کی بارگاہ میں حاضری

خواجہ بزرگ، سلطان الہند غریب نواز اجمیری بادشاہ اور شیخ المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں چوکھٹ بوسی کے لیے وقت کا مجدد امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن جان و دل کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتا ہے، محققین کے نزدیک آپ نے دو مرتبہ اجمیر شریف حاضری دی، ایک مرتبہ عالم رؤیا میں پیش ہو کر درخواجہ کو چوم کر قسمت چمکائی اور درد چشم کے مرض سے شفا پائی، غریب نواز سے احمد رضا کو اتنا عشق تھا کہ بوقت حاضری اس کی وارفتگی، وابستگی، فنائیت اور فدائیت عشاق خواجہ کے لیے قابلِ تقلید وعمل ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں فارسی میں ایک طویل قصیدہ "اکسیر اعظم" کے نام سے لکھا تھا، پھر اس قصیدے کی خود ہی فارسی زبان میں ایک دلآویز شرح "مجیر معظم" کے نام سے کی، اعلیٰ حضرت اس میں خود لکھتے ہیں:

"گدائے سرکار غوثیہ، سگ کوئے قادریہ عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی (اللہ اس کا حشر سگان مولیٰ میں فرمائے) عرض پرداز ہے کہ فقیر نے ماہ مبارک ربیع الآخر 1302ھ میں سراپا طہارت، حضور پر نور، صاحب فضل بلند، سلطان المشائخ محبوب الٰہی علیہ الرضوان الغیر المتناہی کی زیارت کے قصد سے بریلی سے شدرحال (سفر) کر کے بارگاہ غیاث پور کی خاک بوسی کی، تین دن بعد وہاں

سے آ کر شاہ جہاں آباد دہلی میں قیام کا عزم کیا۔"

اب دیکھیے درد دل اور دوائے چشم کیسے ہوتی ہے، خوب صورت خواب اور اس کی تعبیر اعلیٰ حضرت سے سنیے:

"اس سے دو سال قبل میری داہنی آنکھ میں کثرت مطالعہ کے باعث کچھ ضعف آ گیا تھا، دل نے کہا، آنکھ کی شفا و صفا کی امید پر دوائے چشم کے لیے طبیبوں کے پاس رجوع کیا جا سکتا ہے، میں نے دل کا مشورہ قبول کر لیا، لیکن چالیس دن تک پہاڑ کھودا، سوکھی گھاس بھی ہاتھ نہ آئی، سلطان المشائخ کے فضل راسخ کی جانب توجہ کی، از راہِ محبت وشوق حضرت کی مدح میں چند اشعار لکھے، رات کے وقت جب سر تکیے سے لگایا، اب خواب مجھے کس دروازے سے اور کس بارگاہ میں لے گیا؟ وہ سنیے: ایک رنگین جنت نشان مقام ہے، جس کے جنوب میں مسجد ہے اور شمال میں ایک درگاہ ہے، بخت رسا کے ہمراہ جب وہاں پہنچا تو اس احاطے میں تین تربتیں نظر آئیں، قبلہ کی جانب حضرت کارساز خواجہ غریب نواز، سلطان الہند، وارث نبی قدس سرہ العلی کا مزار باامتیاز ہے، اسی کے پیچھے ایک ہاتھ کے فاصلے پر ایک ایسے چاند کی منزل ہے جس کی تابندگی سورج کی طرح ہے، جیسے آفتاب اور وقت چاشت اور چاند جب سورج کے پیچھے آئے یعنی درجات بخشنے والے صاحب برکات سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی کا مخزن برکات مرقد مبارک ہے، اس کی پشت پر ایک اور قبر ہے، جسے میں پہچان نہ سکا، سر عقیدت کو قدم بنایا، جب پہنچنے کے قریب ہوا تو دیکھا کہ پہلے خواجۂ پاک کا مزار ہے، میں پائتانے بیٹھ گیا۔

اب کیا دیکھتا ہوں کہ مرقد کا بالائی حصہ چاک ہوتا ہے اور خواجہ اس کے اوپر قبلہ رو آرام فرما ہیں، چشم مبارک کھلی ہوئی ہے، قوی، تناور، دراز قامت شخصیت ہے، رنگت سرخ ہے، ساتھ ہی ایک دبدبہ اور شوکت و دلیری بھی عیاں ہے، آنکھیں کشادہ، ڈاڑھی کے بال سیاہ وسفید، عیب سے دور، محاسن سے بھرپور ذات مبارک ہے، بے خود ہو کر دوڑا اور اپنے آپ سے بڑھ گیا، وہ خاک پاک جو مزار کے چاک ہونے سے برآمد ہوئی تھی، چہرے اور آنکھ پر لگائی، پھر کیا تھا؟ اپنی خوش قسمتی پہ ناز کرنے لگا اور سورۂ کہف کی تلاوت شروع کر دی، دروازۂ مسجد کے پاس چند مجاور میری تلاوت پر ترش رو ہو گئے کہ نماز کا وقت ہے اور اس شخص نے تلاوت کا باب کھول دیا، میں نے اپنے دل میں کہا: سبحان اللہ! ایک بندہ ایک خواجہ کے سامنے تلاوت میں مصروف ہے، ان کے دل پر کیوں گراں گزر رہا ہے؟ اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ کے لب اقدس پر تبسم کی شیرینی نمایاں ہو جاتی ہے، گویا مجھے اشارہ فرما رہے ہیں کہ انہیں چھوڑ دو، تم پڑھو اور خبردار! اے فقیر! ان کی بات کا کچھ خیال نہ کرنا، اس التفات کی حلاوت نے میرے دل سے ان ترش رو بول کی تلخی مٹا دی۔

میری آنکھ کھل گئی اور وہ باب بند ہو گیا، بحمد اللہ، ادھر یہ خواب دیکھا اور ادھر مرض میں نمایاں تخفیف ہوئی، میں نے کہا یہ اس پاک تربت کی خاک ملنے کی برکت ہے اور خواجہ کی یہ بندہ نوازی حضرت محبوب الٰہی کی برکت کی بدولت ہے، میرا دل جوش میں آیا اور صدا لگائی کہ اے شخص! تو نے آنکھ سے دیکھ لیا اور آنکھ پر آزما لیا؟ تو کوئی پتھر ہی ہوگا، اگر اب بھی تیرے یقین میں اضافی نہ ہوا۔"

(قصیدہ اکسیر اعظم مع شرح وترجمہ مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور)

یہ تو خواب کی حاضری تھی، اب حالت بیداری کی حاضری کی روداد سنیے، جسے بہت سارے محققین نے درج کیا ہے:

اعلیٰ حضرت جب 1325ھ میں زیارت حرمین شریفین سے ہندوستان واپس تشریف لائے، بمبئی بندرگاہ پر آپ کے فدائی مختلف علاقوں اور شہروں سے آپ کو لینے کے لیے پہنچ گئے تھے اور بھی کئی جگہ سے تار دیئے گئے کہ آپ ہمارے وطن کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائیں، آپ نے کسی کی نہ سنی، سارے عقیدت مندوں کی عقیدت پر سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری سرکار رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی عقیدت و شیفتگی کو ترجیح دی، یہ

حاضری ایسی عقیدت ومحبت کی حامل تھی کہ خدام آستانہ اور تمام مسلمانانِ اجمیر شریف کے دلوں پر نقش ہو کر رہ گئی، کافی عرصہ تک اس کے چرچے رہے، یہی وجہ تھی کہ جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا 25/صفر 1921ھ میں بریلی شریف میں وصال ہوا اور اجمیر شریف آپ کے وصال کی خبر پہنچی تو سید حسین صاحب نے دربار شریف پر فاتحہ سوم کا انتظام کیا۔

نماز صبح کے بعد قرآن خوانی ہوئی، جس میں صاحبزادگان و مدرسین وطلبہ مدرسہ معینیہ عثمانیہ اور مدرسین معینیہ اسلامیہ ہائی اسکول شریک ہوئے، بعد ختم تبرک تقسیم ہوا، اس طرح اعلیٰ حضرت کی فاتحہ سوئم سرکارِ اعظم اجمیر شریف میں کی گئی۔

بارگاہِ خواجۂ اجمیر میں نہ صرف امام اہل سنت کی حاضری ہوتی تھی بلکہ آپ عرس پاک کے موقع پر وعظ بھی فرماتے تھے، اس وعظ کا انتظام خود خانقاہ شریف کے دیوان صاحب کیا کرتے تھے، جس میں علما وفضلا دور دور سے آ کر وعظ میں شرکت کرتے، بعض دفعہ دکن کے حکمران نظام دکن میر محبوب علی خان اور میر عثمان علی خان بھی اس وعظ میں شریک ہوتے رہے، ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے قیام اجمیر مقدس کے دوران جمعہ مبارک پڑا، اعلان ہوا کہ مجدد دین وملت درگاہ معلیٰ اجمیر شریف میں مسجد شاہجہانی کے اندر قبل جمعہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی شان ولایت پر بیان فرمائیں گے۔

نماز جمعہ سے کئی گھنٹے قبل عقیدت مندان غریب نواز واعلیٰ حضرت کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا، درگاہ ومسجد بھر گئی، نواب آف دکن میر عثمان علی خان صاحب بھی موجود تھے، ایسا دل کیف ووجد آفریں بیان تھا کہ سامعین جھوم جھوم اٹھے، جمعہ تاخیر سے ہوا، اعلان ہوا کہ بقیہ بیان عشاء کی نماز کے بعد ہوگا، نواب آف دکن معتقد ہو کر بعد وعظ حاضر خدمت ہوا اور صدر الصدور کا عہدہ پیش کیا، لیکن مظہر امام ابوحنیفہ، امام احمد رضا نے فرمایا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں، نواب کے مسلسل اصرار پر بھی آپ انکار کرتے رہے، رسول ﷺ کے اس درویش کی بے نیازی اور استغنا سے نواب متأثر ہو کر واپس چلا گیا۔ (سفرنامۂ اعلیٰ حضرت، از ڈاکٹر غلام جابر شمس)

اس طرح اجمیر شریف کا ایک اور سفر بھی بڑا یادگار رہے جو آپ نے اپنے چند مریدوں اور شاگردوں کے ساتھ ریل پہ کیا تھا، پھلیرہ جنکشن پر پہنچتے ہی مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، آپ نے ریل گاڑی سے اتر کر پلٹ فارم پر باجماعت نماز پڑھائی، یہیں پہ آپ کی مشہور کرامت کا ظہور ہوا کہ ابھی آپ نے ایک رکعت پڑھائی تھی کہ یک دم گاڑی نے سیٹی بجا دی لیکن گاڑی کسی خرابی کے نہ ہونے کے باوجود بھی نہیں چل رہی تھی، جب آپ ہمراہیوں کے ساتھ سوار ہوئے تو گاڑی روانہ ہو گئی، آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ سکون کے ساتھ نماز پڑھو، جب تک ہم سوار نہیں ہوں گے ریل نہیں چلے گی، اسٹیشن ماسٹر آپ کی اس زندہ کرامت کو دیکھ کر اپنے پورے خاندان سمیت آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ (معارف رضا، کراچی مطبوعہ 1404ھ)

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کی ایک حاضری کا بیان تو اوپر آ چکا ہے، دوسری حاضری کا بیان سنیے جو آپ نے خود درج فرمایا ہے:

"سترہویں شب ماہ فاخر ربیع الآخر 1293ھ میں فقیر کو اکیسواں سال تھا، اعلیٰ حضرت مصنف علامہ سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد وحضرت محب الرسول جناب مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب قادری بدایونی کے ہمراہ رکاب حاضر بارگاہ بے کس پناہ حضورِ پُرنور محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ وعنہم ہوا، دونوں حضرات عالیہ اپنے قلوب مطمئنہ کے ساتھ حاضر مواجہ اقدس ہو کر مشغول ہوئے۔

اس فقیر بے توقیر نے ہجوم شور وشر سے خاطر پریشان پائی، دروازۂ مطہرہ پر کھڑے ہو کر حضرت سلطان الاولیا سے عرض کی کہ: اے مولیٰ! غلام جس کے لیے حاضر ہوا، یہ آوازیں اس میں خلل انداز ہیں، یہ عرض کر کے بسم اللہ کہہ کر داہنا پاؤں دروازۂ حجرۂ طاہرہ میں رکھا، بعون رب قدیر وہ سب آوازیں دفعۃً گم تھیں، مجھے گمان ہوا کہ یہ لوگ خاموش ہو رہے، پیچھے پھر کے دیکھا تو وہی بازار گرم

تھا، قدم کے اندر رکھا تھا باہر ہٹایا پھر آوازوں کا وہی جوش پایا، پھر بسم اللہ کہ کر داہنا پاؤں اندر رکھا، بحمد اللہ پھر ویسے ہی کان ٹھنڈے تھے۔

اب معلوم ہوا کہ یہ مولیٰ کا کرم اور حضرت سلطان الاولیا کی کرامت اور یہ بندۂ ناچیز شکر الٰہی بجالایا اور حاضر مواجہ عالیہ ہو کر مشغول رہا، کوئی آواز نہ سنائی دی، جب باہر آیا پھر وہی حال تھا کہ خانقاہ اقدس کے باہر قیام گاہ تک پہنچنا دشوار ہوا۔"

(ذیل الدعاء لأحسن الوعاء، مطبوعہ کراچی)

فتاویٰ رضویہ میں مشائخ چشت اہل بہشت کا ذکر جمیل

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں متعدد مقامات پر حضور نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کے ملفوظات شریفہ "فوائد الفواد" کے حوالے درج کیے ہیں اور آپ کا ذکر مبارک کیا ہے، فتاویٰ رضویہ میں آپ سے ایک سوال کیا گیا ہے کہ ایک حکایت میں حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سماع میں حاضر ہوتے ہیں اور حاضرین محفل کی جوتوں کی حفاظت کرتے ہیں، کیا یہ نبی کی توہین نہیں ہے؟ امام احمد رضا خان قادری نے جواب ارشاد فرمایا کہ اولیائے کرام میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ جو خضر اولیا سے ملاقات کرتے رہتے ہیں کیا یہ وہی خضر موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کی نبوت میں اختلاف ہے یا وہ مراد ہے جو ہر دور میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے یعنی مناصب ولایت میں سے ایک عہدے کا نام خضر ہے، اس پر فائز کو اسی نام سے پکارا جاتا ہے..... آخر میں لکھتے ہیں:

"تو کیا ضرور ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت سلطان الاولیا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خضر حضور سے افضل ہو بلکہ ممکن ہے کہ حضور کا خادم ہو، حضور کا لقب ساقِ عرش پر قطب الدین لکھا ہے اور یہ قطب اور غوث شئے واحد ہے، نہ وہ قطب کہ ہر شہر ہر قریہ ہر لشکر کا جدا ہوتا ہے، غالباً اس لئے حضور کا نام سلطان المشائخ ہوا کہ قطب سلطان اولیائے دورہ ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج30)

ایک مقام پر تفسیر عزیزی کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"کچھ اولیا خلائق کے مسجود اور دلوں کے محبوب ہو گئے ہیں، جیسے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین قدس اللہ سرہما۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد9)

ہمارے بعض چشتی حضرات امام احمد رضا سے اس لیے نالاں رہتے ہیں کہ وہ سماع بالمزامیر کے قائل نہیں تھے، حالانکہ آپ نے اس کی حرمت کا فتویٰ خود نہیں دیا بلکہ سادات چشتیہ کی کتب اور ان کے ملفوظات کا حوالہ دیا ہے، اگر کسی کو اس مسئلہ پر آپ کی تحقیقات سے اتفاق نہیں ہے تو کوئی بات نہیں ہے لیکن یہ کوئی مناسب رویہ نہیں ہے کہ وہ آپ کی ساری خدمات سے صرف نظر کر کے قوالی والے مسئلے کی وجہ سے ناراض رہے، قوالی پر دین کی بنیاد قائم نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قوالی بھی شروط کے ساتھ شروع کی گئی تھی، وہ شروط اب بالکل باقی نہیں رہیں، تیسری بات یہ ہے کہ بہت ساری چشتی خانقاہوں پر بھی مزامیر کے بغیر قوالی ہوتی ہے، اعلیٰ حضرت ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ للہ اس کی تہمت محبوبان خدا بر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیا رضی للہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد شریف میں فرماتے ہیں: مزامیر حرام ست (گانے بجانے کے آلات کا استعمال کرنا حرام ہے) مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی للہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد ہے کہ: اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم فبریئ عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی۔ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر

کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج24)

حضور بابائے چشت گنج شکر اور چند دیگر چشتی بزرگوں کا بڑی محبت اور تعظیم کے ساتھ امام احمد رضا خان یوں ذکر کرتے ہیں :

"سید مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پُرنور شیخ العالم فرید الحق والدّین گنج شکر وخلیفہ حضور سیّدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی للہ تعالیٰ عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں۔"

(فتاوی رضویہ، ج24)

ایک مرتبہ ''پان'' کی بابت آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"پان بلاشبہ جائز ہے اور زمانۂ حضرت شیخ العالم فرید الدین گنج شکر وحضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہما الرضوان سے مسلمانوں میں بلانکیر رائج ہے۔" (ایضاً، ج24)

اسی طرح عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مستغرق امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے باقی مشائخ چشت اہل بہشت مثلاً حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی امیر خسرو وغیرہم رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی بڑی عقیدت کے ساتھ مختلف مقامات پر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

مضمون کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ضرور درج کرتا، آخر میں ایک بات درج کر کے بات ختم کرتا ہوں، سوال کیا جاتا ہے کہ امام احمد رضا خان کے مطبوعہ کلام حدائق بخشش میں مشائخ چشت کے مناقب کیوں نہیں ہیں؟ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ آپ کا سارا کلام نہیں چھپ سکا بلکہ بہت سارا کلام ضائع بھی ہو گیا تھا، آپ خود شرح اکسیر اعظم میں فرماتے ہیں:

"فقیر کی چار بیاضیں گم ہو گئیں ہیں۔"

محبوب الٰہی کی بارگاہ میں جو اشعار آپ نے لکھے تھے، جن کا ذکر اوپر ہوا ہے، وہ بھی محفوظ نہیں رہے، اسی طرح خلفائے ثلاثہ کے مناقب بھی مطبوعہ کلام میں نہیں ہیں، حالانکہ آپ نے ان کی شان میں بہت کچھ لکھا تھا، آپ کے برادرِ اصغر استاذ سخن مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں زوردار منقبت کہی ہے جو ان کے مجموعہ کلام "ذوق نعت" میں درج ہے۔

◆◆◆

ص ۵۴ کا بقیہ.....

شک ہوتا ہے غلاموں کو کہیں آقا سے
کیوں کہوں رشک وہ بدر ہے تلوا تیرا

بشر افضل ہیں ملک سے تری یوں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مجرا تیرا

جب سے تو نے قدم غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدین ہے
اے حسنؔ کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

پھر مجھے اپنا در پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ
سایہ گستر سر خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شان رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا

کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمۂ فیض
بحر بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا

کرسی ڈالی تری تخت شہ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جا سکے۔

اسلاف واخلاف

از: مولانا مجتبیٰ اشرف عظیم آبادی*

سیدنا غریب نواز اور ہندوستان

اسلاف و اخلاف

تاج الاولیاء، سید الاصفیاء سلطان الہند حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۲ء میں سیستان کے علاقہ سنجر میں پیدا ہوئے، آپ کا اسم گرامی حسن ہے، آپ نجیب الطرفین حسنی و حسینی سید ہیں، آپ مادرزاد ولیوں میں سے ہیں، آپ کے القاب کثیر ہیں جن میں مشہور معین الدین، غریب نواز، سلطان الہند وغیرہ ہیں۔

آپ کے والد ماجد حضرت سید غیاث الدین علیہ الرحمہ سنجر کے امرا اور رؤسا میں سے تھے اور متقی و پرہیزگار اور صاحب کرامت بزرگ تھے، آپ کی والدہ محترمہ حضرت بی بی ام الورع نہایت نیک سیرت خاتون تھیں، حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ چونکہ امیر گھرانے کے فرزند تھے، اس لئے آپ کی پرورش بڑے ناز و نعم اور شاندار طور سے ہوئی، لیکن غریبوں کی غمخواری، بے نواؤں کی دلداری ابتدا سے ہی آپ کی فطرت میں شامل تھی، آپ کے زمانۂ طفولیت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آتی اور وہ بچہ رونے لگتا تو آپ اپنی والدہ کی طرف اشارہ فرماتے، پس والدہ اس بچے کو بھی دودھ پلاتیں۔

آپ کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو خلوت و جلوت، شب و روز، صبح و شام اور سفر و حضر میں آپ کے ساتھ عرصۂ دراز تک سایہ کی طرح رہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت تک آپ کی خدمت میں رہا مگر کبھی بھی کسی سائل کو آپ کے در سے محروم جاتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ کے غربا پروری کے اسی انداز نے آپ کو غریب نواز سے مشہور کر دیا، اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے استاذ زمن علامہ حسن رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ؎

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
نہیں محروم کوئی مانگنے والا تیرا

آپ پندرہ ہی سال کے تھے کہ آپ کے والد کا وصال ہو گیا تھا، والد کے وصال کے بعد آپ کو وراثت میں ایک باغ اور ایک پن چکی (پانی سے چلنے والی چکی) ملی جسے آپ نے ذریعہ معاش بنالیا تھا اور خود ہی باغ کی نگہبانی کرتے اور درختوں کی آبیاری فرماتے، اتفاقاً ایک دن آپ باغ کی سینچائی میں مصروف تھے کہ ایک مجذوب بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہاں سے گزر ہوا تو جیسے آپ کی نظر اس مجذوب بزرگ پر پڑی فوراً آپ نے ان کو سلام کیا اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ ان کو درخت کے سائے میں بٹھایا، پھر نہایت عاجزی کے ساتھ انگور کا ایک گچھا پیش کیا اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔

اللہ کے اس ولی کو آپ کا یہ انداز بہت پسند آیا، انہوں نے خوش ہو کر کھلی (تل یا سرسوں) کا ایک ٹکڑا چبا کر آپ کے منہ میں ڈال دیا، کھلی کا ٹکڑا حلق سے نیچے اترتے ہی ایک دم دل کی ساری دنیا بدل گئی اور آپ نے اپنا سارا ساز و سامان بیچ کر فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیا اور حصول علم دین کے لئے سمرقند کا رخ کیا جو اس وقت ترکستان کے علاقہ میں بخارا کی طرح علم و ادب کا گہوارہ تھا، جہاں آپ نے حضرت مولانا شرف الدین علیہ الرحمۃ والرضوان سے قرآن مجید حفظ کیا اور چند ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر بخارا کا رخ کیا جہاں اس وقت کے بہت ہی مشہور اور بڑے عالم حضرت شیخ حسام الدین موجود تھے، آپ نے وہیں رہ کر پانچ سال میں ان ہی سے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل فرمائی اور حضرت شیخ حسام الدین علیہ الرحمہ نے آپ کو دستار فضیلت عطا فرمائی۔

آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی حاصل کرنے

* مضمون نگار خانقاہ عمادیہ، منگل تالاب، پٹنہ بہار سے متعلق ہیں۔

کے لئے مرشد کامل کی تلاش میں نکل پڑے ان دنوں نیشاپور کے قریب ایک قصبہ ہارون تھا، جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ رونق افروز تھے، جن کی بزرگی کا چرچہ دور دور تک تھا، جب آپ نے ان کے روحانی کمالات کی شہرت سنی تو آپ ہارون پہنچے اور حضرت کی خدمت میں رہ کر علوم باطنی کا حصول کیا، حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت کے بہت ہی اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور حضرت خواجہ غریب نواز دونوں دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچے وہاں کوئی کشتی نہ تھی تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے حضرت خواجہ سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو پھر فرمایا آنکھیں کھولو پس جب خواجہ غریب نواز نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو دریا کے اس کنارے پر پایا۔

حضرت خواجہ نے عرض کیا یہ کیسے ہوا؟ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا: پانچ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر جب آپ سلوک وعرفان کی منزلوں کو طے کر چکے اور اپنے مرشد اعظم کے فیضان سے مستفیض ہو چکے تو اپنے وطن تشریف لائے اور کچھ ہی مدت گزرے تھے کہ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کی تڑپ دل میں پیدا ہوئی، آپ مدینہ منورہ بارگاہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم حاضری کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچنے کے بعد کافی دنوں تک عبادت وریاضت میں مشغول رہے حتیٰ کہ ایک دن اسی طرح عبادت میں مستغرق تھے کہ روضہ انور سے آواز آئی: اے معین الدین! تو ہمارے دین کا معین ومددگار ہے، ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولایت پر فائز کیا، تم اجمیر جاؤ اور میرے دین کو پھیلاؤ، اس لیے کہ وہاں کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے، تمہارے وہاں قیام کرنے سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کی روشنی پھیلے گی۔

آپ یہ مژدہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سوچنے لگے کہ ہندوستان میں اجمیر کس جگہ پر ہے، وہاں کیسے پہنچوں گا، اسی اثنا میں آنکھ لگی اور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، سرکار دوعالم ﷺ نے خواب میں ہی آپ کو مشرق تا مغرب دنیا کی سیر کرائی اور اجمیر بھی دکھا دیا، حتیٰ کہ آپ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ملک ہندوستان کا رخ کیا، جہاں پہلے سے آپ کا کوئی عقیدت مند موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی رشتہ داری تھی لیکن آپ سب کچھ قربان کر کے جگہ جگہ مصیبتوں اور زحمتوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنی خداداد قوت اور روحانی شوکت سے آگے بڑھتے رہے اور دنیا والوں کو یہ پیغام دیتے رہے، جسے ڈاکٹر اقبال نے اپنے شعر میں یوں پرویا ہے۔

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

آپ ایک جنگل سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ وہاں کچھ لوگ آگ کی پوجا میں مصروف ہیں، آپ نے ان سے فرمایا: تم آگ کو کیوں پوج رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا تا کہ یہ ہمیں جہنم میں تکلیف نہ پہنچائے اس لئے! آپ نے فرمایا: آگ کو نہ پوجو بلکہ آگ پیدا کرنے والے کو پوجو، تا کہ آگ تمہارے اوپر اثر نہ کرے، تم لوگ اتنے دنوں سے آگ کی پوجا کر رہے ہو، ذرا آگ میں ہاتھ ڈال کر تو دیکھو کہ آگ تمہیں جلاتی ہے یا نہیں، انھوں نے جواب دیا کہ آگ کا کام ہی جلانا ہے، اگر اس میں ہاتھ ڈالیں گے تو وہ جلا دے گی مگر اس کا کیا ثبوت ہے کہ آگ کو پیدا کرنے والے کی عبادت کی جائے تو وہ نہیں جلائے گی؟ آپ نے فرمایا: ہم آگ کے خالق کو ماننے والے ہیں، یہ آگ ہمارے جسم ولباس کو کیا جلا پائے گی، یہ ہمارے قدموں کی جوتی کو بھی نہیں جلا سکتی، یہ کہہ کر آپ نے اپنی ایک جوتی آگ میں ڈال دی، کافی دیر آگ میں رکھنے کے باوجود آگ کا کوئی اثر اس پر نہ دکھا، پس وہ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر سارے کے سارے آتش پرست کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

آپ مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے اولیائے کرام سے کسب فیض کرتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور وہاں حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی اور مزار کے سامنے ہی چلہ کیا اور بے پناہ فیوض وبرکات حاصل کر کے وہاں سے روانہ ہوئے اور دہلی پہنچے اور یہاں بھی چند دن

قیام فرمایا پھر یہاں سے چلے اور اجمیر پہنچ کر آبادی سے دور ایک ایسی جگہ درخت کے نیچے قیام فرمایا، جہاں راجہ پتھورا کے اونٹ باندھے جاتے تھے، جب رات ہوئی تو راجہ کے ملازم اونٹ لے کر آئے اور آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے لئے ہے، آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اونٹوں کو بٹھالو، آپ اٹھے اور اناساگر پہاڑ پر تشریف لے گئے، جہاں آج چلہ گاہ بنا ہوا ہے، پھر جب صبح ہوئی، ملازمین اونٹوں کو اٹھانے کے لئے آئے لیکن وہ ہزار ہا کوششوں کے باوجود اسے اٹھا نہ سکے، کیونکہ اسے خواجہ غریب نواز نے بٹھایا تھا۔

یہ خبر راجہ پتھورا تک پہنچی، وہ بہت حیران ہوا اور حکم دیا کہ عافیت اسی میں ہے کہ اس درویش سے معافی مانگو اور عاجزی کا اظہار کرو، لہٰذا ملازمین نے حضرت خواجہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور عجز کا اظہار کیا پس حضرت نے فرمایا جاؤ اونٹ کھڑے ہو گئے، جب وہ آئے تو دیکھا کہ اونٹ واقعی کھڑے ہیں، پھر یہ خبر پتھورا تک پہنچی تو وہ اور حیران ہوا، یہ واقعہ بھی اسی جگہ کا ہے کہ وہاں پر ایک گوالہ راجہ کی گائیں چرا رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا: دودھ پلاؤ، اس نے کہا: اس میں کوئی بھی دودھ والی نہیں ہے، حضرت نے فرمایا: جاؤ اس گائے سے دودھ نکالو گوالہ تو بہت حیران ہوا لیکن وہ گیا اور ہاتھ پھیرتے ہی تھن دودھ سے بھر گیا حتیٰ کہ اس نے اور اس کے چالیس ساتھیوں نے شکم سیر ہو کر اس کا دودھ پیا اور گوالہ اسی وقت آپ کی یہ کرامت دیکھ کر ایمان لایا۔

جہاں پر اناساگر پہاڑ ہے، وہاں پر بے شمار مندر تھے اور ان مندروں میں تقریباً ایک ہزار بت رکھے ہوئے تھے اور تین سو پجاری تھے، ان مندروں میں روشنی کرنے کی غرض سے راجہ روزانہ ساڑھے تین من تیل بھیجا کرتا تھا، ان مندروں میں ایک خاص مندر راجہ کا بھی تھا، جسے ''راج مندر'' کہتے تھے، اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے راجہ نے کئی کئی گاؤں وقف کر رکھے تھے اور اس مندر میں عام آدمیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی، صرف راجہ اور اس کے وزرا، ہندوؤں کے معزز افراد اور شاہی خاندان کے لوگوں کو داخلہ کی اجازت تھی، ان مندروں کے نزدیک ایک تالاب بھی تھا، جس سے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب وغیرہ وضو کرتے تھے۔

وہاں رہنے والے برہمنوں کو یہ بات بہت گراں گزرتی تھی، کیونکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگنے سے تالاب کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے، لہٰذا انہوں نے راجہ تک اپنی یہ شکایت پہنچائی تو پرتھوی راج نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ انھیں وہاں پر آنے سے روکا جائے، جب خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے خادم پانی لینے کے لئے تالاب پر گئے تو پرتھوی کے ملازمین نے اس کے ساتھ سختی کی، اس نے یہ بات آ کر حضرت خواجہ کی بارگاہ میں پیش کی، آپ جلال میں آ گئے اور اناساگر سے ایک پیالہ پانی لانے کا حکم دیا، خادم حضرت خواجہ کے حکم سے تالاب پر گیا، ابھی پیالہ بھرا ہی تھا کہ آپ کی کرامت سے پورا تالاب خشک ہو گیا، اس واقعہ سے برہمن اور خوف زدہ ہوئے اور راجہ تک شکایت پہنچائی اور یہ مطالبہ کیا کہ ان کو شہر سے نکالا جائے، پھر پرتھوی راج نے ایکشن لیتے ہوئے اپنے ملازمین کو برہمنوں کے ساتھ بھیجا تا کہ حضرت خواجہ اور آپ کے اصحاب کو شہر سے نکال دیا جائے۔

لہٰذا وہ راجہ کے حکم سے آئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے زبردستی کی، حملہ کے قصد سے آگے بڑھے، آپ نے ایک مشت خاک اٹھائی اور آیت الکرسی پڑھ کر دم کیا اور ان کی طرف پھینک دی، اس خاک کے ذرے جس جس پر پڑے وہ یا تو پاگل ہو گیا یا اس کا جسم خشک ہو گیا، جب پرتھوی راج اس حربہ میں بھی ناکام ہو گیا تو دوسرا حربہ استعمال کیا، وہ یہ کہ اس زمانے کے مشہور پجاری رام دیو سے رابطہ کیا جو جادوگری کے اسرار و رموز کو اچھی طرح جانتا تھا، اس نے پہلے تو اس کام کے کرنے سے یہ کہہ کر اعراض کیا کہ وہ بڑا صاحب کمال فقیر ہے میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن راجہ کے بہت اصرار کرنے پر وہ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا یہاں تک کہ وہ اپنے پنڈت ساتھیوں کے ہمراہ بڑے متکبرانہ انداز میں منتر پڑھتے ہوئے آپ کے پاس آیا۔

آپ اس وقت نماز میں مشغول تھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد جیسے ہی آپ نے اس پر ایک نگاہ ڈالی وہ اپنی جگہ ٹھہر

گیا، اس کی زبان بند ہوگئی اور اس کے دل کی دنیا بدل گئی، تھر تھر کانپنے لگا اور اس کی زبان سے رام کی جگہ رحیم رحیم نکلنے لگا، یہ منظر دیکھ کر اس کے ساتھی تو وہاں سے فرار ہو گئے، لیکن رام دیو آپ کے قدموں میں گر گیا اور کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا اور آپ کا سچا غلام بن گیا۔

رام دیو کے اسلام قبول کر لینے سے پرتھوی راج اور دیگر ہندوؤں کے دلوں پر آپ کی مزید ہیبت بیٹھ گئی لیکن پھر بھی وہ باز نہ آئے اور تیسرا حربہ استعمال کیا، اس زمانہ کے ہندوستان کے بہت بڑے جادوگر جوگی جے پال کو اجمیر طلب کیا اور ساری باتوں سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز کے مقابلہ پر آمادہ کیا، جے پال کو اپنے جادو کے کمالات پر بہت بھروسہ تھا، لہٰذا وہ پوری تیاری کے ساتھ اجمیر پہنچا اور پہنچتے ہی اپنے جادو کے زور سے یہ انتظام کیا کہ آپ کے ساتھی کسی بھی طرح تالاب سے پانی نہ لے جاسکیں مگر جب یہ خبر حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ تالاب سے ایک پیالہ پانی لے آؤ خادم گیا اور جیسے ہی اس نے تالاب سے پانی بھرا پورا تالاب خشک ہو گیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کبھی پانی تھا ہی نہیں، خادم نے پانی سے بھرا ہوا پیالہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے اس پیالے کو اپنے پاس رکھ لیا اور آپ کے مریدوں میں سے جس کو بھی پانی کی ضرورت پڑتی، وہ اس پیالے سے لے لیتا لیکن اس پیالے سے پانی کم نہ ہوتا تھا اور ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اجمیر کے سارے کوئیں خشک ہو گئے۔

اجمیر کے لوگ اور جانور سب پیاس کی شدت سے بے چین ہو گئے اور جب ان کے پاس کوئی راستہ نہ بچا تو جے پال آپ کی بارگاہ میں آ کر آہ وزاری کرنے لگا، آپ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور پانی تالاب میں ڈال آؤ، لہٰذا جب تالاب میں پانی کا پیالہ انڈیلا گیا تو وہ تالاب اور شہر کے سارے کوئیں پانی سے بھر گئے، ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے جگ کے داتا اور ہندوستان کے مہاراجہ ہیں، آپ نے لوگوں کے دلوں پر ایسی حکومت کی کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

ہندوستان میں آپ کی آمد سے لے کر اب تک دنیا آپ کو ہی سلطان الہند مانتی آئی ہے اور قیامت تک مانتی رہے گی، دنیا میں جو بادشاہ ہوئے، ان کی بادشاہت ایک مخصوص مدت تک رہی پھر ختم ہوگئی، نہ وہ بادشاہ رہے اور نہ ہی ان کی بادشاہت! مگر سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کل بھی تھی، آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گی، آپ نے چالیس سال تک ہندوستان کی سرزمین پر اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ فرمائی اور ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ کو اس دار فانی سے تشریف لے گئے۔

وصال کی رات بعد نماز عشا آپ نے تنہائی اختیار کر لی تھی اور پوری رات آپ کے حجرے سے ذکر اللہ کی آواز آتی رہے اور رات کے اخیر حصے میں آواز آنی بند ہوگئی، لہٰذا جب فجر کے وقت دروازہ کھولا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں اور آپ کی پیشانیٔ اقدس پر لکھا ہوا ہے، ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ۔ اللہ کا یہ محبوب اللہ کی محبت میں انتقال کر گیا۔

(ماخوذ از مرآۃ الاسرار، انیس الارواح، اقتباس الانوار، دیوان خواجہ معین الدین)

ارشادات غریب نواز

☆ علم وہ ہے جو آفتاب کی طرح طلوع ہو اور کل عالم کو اپنی روشنی سے منور کر دے۔

☆ زندگی کا سب سے اہم لمحہ وہ ہے جب انسان اپنی خواہشات پر قابو پالیتا ہے۔

☆ دنیا میں دو باتوں سے بڑھ کر کوئی بات نہیں پہلی عالموں کی صحبت اور دوسری بڑوں کی عزت۔

☆ اچھے لوگوں کی صحبت اچھائی کی وجہ سے اچھی ہے اور برے لوگوں کی صحبت برائی کی وجہ سے بری ہے۔

☆ عبادت اور ریاضت میں سب سے بڑا کام عاجزی ہے۔

☆ اگر دوست کی دوستی میں ساری دنیا کو چھوڑ دیا جائے تب بھی وہ کم ہے۔

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

تیرہویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

خیانت موجب عذاب قبر

نتیجۂ خبر: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا): خبر مذکور میں دلیل ہے اس بات پر کہ خیانت (دھوکا دہی، بے ایمانی، چیزوں میں ملاوٹ وغیرہ) عذاب قبر کا ایک سبب ہے جو منظر اس کے ساتھیوں نے دیکھا تھا اس میں زندوں کے لئے عبرت (سبق آموزی) ہے تا کہ خیانت سے باز رہیں۔

ہر روز زمین کی پکار، بندوں کو پانچ بار

قول بزرگاں: کہا جاتا ہے کہ زمین روزانہ پانچ مرتبہ ندا کرتی ہے۔ (پکار پکار کے کہتی ہے)

پہلی ندا: اے آدم کی اولاد! تو (آج) میری پیٹھ پر چلتا ہے اور (کل) میرا پیٹ تیرا ٹھکانہ ہوگا۔ (۱)

دوسری ندا: اے ابن آدم! تو (آج) میری پیٹھ پر رنگ رنگ کے کھانے کھاتا ہے، (کل) میرے پیٹ میں کیڑے مکوڑے تجھے کھائیں گے۔ (۲)

تیسری ندا: اے ابن آدم! تو میری پیٹھ پر ہنستا کھلکھلاتا پھرتا ہے عنقریب تو میرے پیٹ میں آ کر روئے گا۔ (۳)

چوتھی ندا: اے ابن آدم! تو آج میری پیٹھ پر مگن (مسرور و شاداں) ہے عنقریب میرے پیٹ میں محزون (وغمگین) رہے گا۔ (۴)

پانچویں ندا: اے ابن آدم! تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا رہتا ہے، بہت جلد میرے پیٹ میں تو عذاب بھگتے گا۔ (۵)

چغلی، نماز میں سستی اور طہارت میں لاپرواہی عذاب قبر لائی

ایک سچی حکایت: حضرت عمرو ابن دینار (تابعی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ) سے مروی ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ کا رہنے والا تھا اس کی ایک بہن تھی جو مدینے شریف کے ناحیہ (قریبی کسی بستی) میں رہتی تھی، وہ بیمار پڑ گئی، یہ اس کی عیادت کے لئے آتا جاتا رہا پھر اس کی وفات ہوگئی، جب اس کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہو کر گھر لوٹا تو اسے یاد آیا کہ اس کی ایک تھیلی (پیسوں کی) قبر میں رہ گئی ہے، اس نے اپنے ایک رفیق سے اس کام میں استعانت چاہی، دونوں (رات کے وقت) بہن کی قبر پر گئے، قبر کھول کے تھیلی نکال لی، پھر اس نے ساتھی سے کہا: تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ تا کہ میں دیکھوں کہ بہن کس حال میں ہے؟ پھر اس نے تھوڑی سی لحد کھولی تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر میں آگ بھڑک رہی ہے، دیکھ کر لحد (فوراً) بند کر دی اور قبر درست کر کے گھر لوٹ آیا، اپنی والدہ سے پوچھا: بتائیے میری بہن کس عمل پر تھی؟ ماں نے کہا مت پوچھ اس کی حالت، وہ بڑی گنہگار تھی، اس نے ماں سے اصرار کیا بتا دیجئے کہ وہ کیا کرتی تھی؟ (آخر) ماں نے بتایا کہ تیری یہ بہن نماز مؤخر کرتی (یعنی کبھی کبھی وقت کھو کر پڑھتی یا قضا کر دیتی) اور کامل طہارت کے ساتھ نہیں پڑھتی تھی اور (ایک عیب اس کا یہ بھی تھا کہ) جب پڑوسی لوگ سو جاتے تو ان کے دروازے پر جا کے کان لگاتی اور ان کی باتیں سن کے دوسروں کو سناتی (چغلی کرتی) تھی۔

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ قبر کے عذاب سے بچنے کی تدبیر کر، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی حرام کھانے پینے سے بچ اور قبر کی پریشانی سے غافل مت رہ، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۳] یعنی غافلانہ ہنسی مت ہنس، عذاب قبر سے ڈر، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۴] یعنی فکر نجات میں آج مغموم رہ، غافلوں کی سی شادمانی اچھی نہیں، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

[۴] یعنی گناہوں سے باز آجا، توبہ و استغفار اور اصلاح حال میں جلدی کر، ٹال مٹول مت کر، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

فتنۂ قبر اور عذاب قبر سے نجات پانے کی تدبیر

ناصحانہ تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) اور چغلی، عذاب قبر کا (خاص) سبب ہے تو جو بندہ متمنی ہو کہ اسے قبر کے عذاب سے نجات میسر آئے تو وہ اپنے اوپر یہ پابندی عائد کر لے کہ میں (آج سے) سب گناہوں سے احتراز کروں گا خاص کر چغلی سے (بچنے کی پوری کوشش کروں گا)۔ کیونکہ قبر کے عذاب سے نجات پانے کے لئے یہ التزام ضروری ہے اور تا کہ منکر نکیر کے سوالات کی جواب دہی سہل ہو سکے۔ (مصنف علیہ الرحمہ نے اپنی بات کی تائید میں قرآن شریف سے استشہاد کرتے ہوئے کہا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالقَولِ الثَّابِتِ فِي الحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ۔ (ترجمہ) اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔"

[سورۂ ابراہیم: ۲۷ رکنز الایمان]

اس تثبیت کی کیفیت کا بیان

حدیث شریف: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور پر نور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"اذا سئل المسلم فی القبر۔۔۔الحدیث۔ (ترجمہ) جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عبدیت و رسالت کی شہادت دیتا ہے، تو اس آیت کریمہ ﴿يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالقَولِ الثَّابِتِ فِي الحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الآخِرَةِ﴾ کا یہی معنیٰ ہے۔"(۱)

یہ تثبیت کس کس موقع پر حاصل ہوتی ہے؟

(مصنف یا راویٔ حدیث کا بیان ہے کہ) یہ تثبیت تین احوال میں ہوتی ہے اور اُس مومن کیلئے ہے جو مخلص بھی ہو اور اللہ کا فرما بردار بھی ہو، ایک تو ملک الموت کے معاینہ کے وقت (یعنی نزع روح سے ذرا پہلے) دوسرے منکر نکیر کے سوالات کے وقت (قبر میں) اور تیسرے روز قیامت حساب و باز پرس کے وقت۔

تینوں حالتوں میں ہر تثبیت کی تین — تین صورتیں

☆ **تثبیت وقت موت:** ملک الموت کو دیکھنے کی حالت میں تثبیت کی تین انواع ہیں۔

(۱) ارتکاب کفر و شرک سے اللہ تعالیٰ (بندۂ مومن کو مرتے دم) محفوظ رکھتا ہے حتی کہ توحید پر استقامت مرحمت فرماتا ہے تا کہ بحالت اسلام اس کی روح نکلے۔

(۲) اور اس کو (وقت موت) ملائکہ رحمت (نظر) آتے ہیں اور وہ رحمت کی بشارت دیتے ہیں۔

(۳) اور اس کا جنت میں جو مقام ہے (وقت وفات اسے) دکھا دیا جاتا ہے۔

☆ **قبر میں تثبیت:** اور قبر میں جو تثبیت ہے، وہ بھی تین صورتوں پر ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ اسے درست جواب کی تلقین فرماتا ہے حتی کہ وہ منکر نکیر کو ایسے جواب دیتا ہے جن سے رب تعالیٰ راضی ہو جائے۔ (قابل قبول ہوں)

(۲) اور اس سے خوف، ہیبت، دہشت زائل ہو جاتی ہے۔ (یعنی منکر نکیر کو دیکھ کر گھبراتا نہیں ہے، بدحواس نہیں ہوتا ہے)

(۳) اور وہ (یہاں بھی) اپنا جنتی ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ تو قبر اس کے لئے جنت کی کیاریوں سے ایک کیاری ہو جاتی ہے۔

☆ **حشر میں تثبیت:** اور حساب کے وقت کی تثبیت بھی تین طرح پر ہے:

(۱) اسے روز قیامت باز پرس کے وقت حجت سکھا دی جائے گی۔(۱)

(۲) اس پر حساب میں تسہیل و تیسیر ہوگی۔(۲)

---

[۱] یعنی قبر میں اللہ کے کرم سے مومن صحیح صحیح جواب دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے، لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور ایمانی تقاضے پورے کرنے میں کوشاں رہے، ۱۲ رمترجم غفرلہ۔

[۱] یعنی اللہ کی رحمت سے اسے ٹھیک جواب دینے کی توفیق مل جائے گی، ۱۲ رمترجم غفرلہ۔

[۲] یعنی حساب آسانی سے ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَيُحَاسَبُ حِسَاباً يَسِيراً۔ ۱۲ رمترجم غفرلہ۔

(۳) اور اس کی لغزشیں خطائیں، نظر انداز کر دی جائیں گی۔

تثبیت کے بارے میں ایک اور قول

خبر دیگر: اور کہا جاتا ہے کہ یہ تثبیت (یعنی اللہ تعالی کا بندۂ مومن کو ایمان پر ثابت وقائم رکھنا) چار حالتوں میں ہے۔

(۱) موت کے وقت۔

(۲) قبر میں! تا کہ بلا خوف، جوابات دیدے۔

(۳) روز قیامت، حساب کے وقت۔

(۴) اور پل صراط پر گزرنے کے وقت بھی تا کہ (آسانی اور تیزی سے) برق خاطف کی طرح، گزر جائے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

قبر میں سوالوں کی کیفیت؟

ایک متعلمانہ سوال کا عالمانہ جواب: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) اگر کوئی دریافت کرے کہ قبر میں ہونے والے سوالوں کی کیا کیفیت ہوتی ہے تو اس سے (جواب میں) کہا جائے گا کہ اس بارے میں علمائے متکلمین کی رائیں مختلف ہیں (اس سلسلے میں) وجہ اختلاف یہ ہے کہ روایات مختلف آئی ہیں چنانچہ بعض علما نے کہا کہ سوالِ قبر، روح سے ہوتا ہے نہ کہ جسد سے، اس وقت، روح جسد میں سینے تک داخل کی جاتی ہے اور ایک قول یہ آیا ہے کہ روح (بروقت سوال) جسد وکفن کے درمیان ہوتی ہے، (نہ کہ سینے کے اندر) اور اس بارے میں صحابۂ کرام کے بھی اقوال (ونظریات) مختلف آئے ہیں اور (جمہور) اہل علم کے نزدیک (اس بارے میں) صحیح (نظریہ) یہ ہے کہ آدمی یہ عقیدہ رکھے کہ سوالِ قبر، حق ہے اور کیفیت سوال میں مشغول نہ ہو اور کہے اللہ اعلم بالصواب، اس سوال کی کیفیت کیا ہوگی؟ وہ تو ہمیں تبھی معلوم ہوگی جب قبر میں پہنچ کر معاینہ کریں گے (ابھی اس بحث سے کیا حاصل؟)

سوال قبر کا انکار، کیسا؟

معقولی دلیل: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) پھر اگر کوئی شخص، منکر نکیر کے سوال کا انکار کرتا ہے تو اس کا انکار دو حال سے خالی نہیں ہوگا یا تو یہ مانتا ہوگا کہ یہ، از راہ عقل ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ خلاف طبیعت ہے یا کہے گا عقلاً ممکن تو ہے لیکن (روایۃً) ثابت نہیں ہے۔

مطلق انکار، اسلامی حدود سے پار

شق اوّل کی خرابی: تو اگر پہلی شق اختیار کرتا ہے تو اس کا قول، (اسے) شان نبوت کی تعطیل اور معجزۂ نبی کے ابطال تک پہنچا دے گا کیونکہ نبی ورسول سب بنی آدم سے ہیں ان کی طبیعت انسیہ، دوسرے انسانوں کی طبیعت کے مانند ہے، اس کے باوجود (ان کی امتیازی شان یہ ہے کہ) ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور انہوں نے ملائکہ کا (بچشم سر دنیا میں) مشاہدہ فرمایا ہے اور (مثلاً) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا پھٹ گیا (اس میں راستے بن گئے) اور آپ کا مبارک عصا، اژدھا بن گیا، تو یہ سب چیزیں بھی تو خلاف طبیعت ہیں، تو یہ منکر بوجہ قول مذکور اسلام سے خارج ٹھہرے گا، جہاں سے اسلام میں داخل ہوا تھا وہیں سے باہر ہو گیا۔ (معاذ اللہ)

گول مول انکار، بدمذہبی وگمرہی کا شعار

شق ثانی کی خرابی: اور اگر شق ثانی اختیار کرتا ہے (کہ عقلاً) ممکن تو ہے لیکن (نقلاً) ثابت نہیں ہوا ہے تو (سنو) ہم (گزشتہ سطور میں) کچھ اخبار واحادیث روایت کر چکے ہیں، وہ بگوش ہوش سننے والوں کے لئے کافی وافی ہیں اور (جو نہ سنے گمراہ بددین ہے اور تو اور) خود قرآن میں بھی اس پر دلیل موجود ہے۔

(ایک جگہ) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنكاً وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى۔ (ترجمہ) اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔'' [سورۂ طٰہٰ: ۱۲۴]

تفسیر آیت: مفسرین کرام کی ایک جماعت نے کہا (معیشتِ ضنک) سے مراد سوال قبر ہے، اور (دوسری جگہ) فرمایا ہے:

''يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ (ترجمہ) اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔''

[سورۂ ابراہیم: ۲۷ رکنز الایمان]

یہ سوال وجواب اور عذاب وثواب، حدیث سے بھی ثابت

(فقیہ ابو اللیث سمرقندی یعنی مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) مجھے فقیہ ابو جعفر نے اپنی پوری سند کے ساتھ، بطریق سعید ابن مسیب، (امیر المومنین حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اذا دخل المومن قبرہٗ اتاہ فتّانا القبرِ فأَجْلِساہ فی قبرہ... **الحدیث۔ (ترجمہ)** جب مومن اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے پاس کڑی آزمائش والے دو (فرشتے یعنی منکر نکیر) آتے ہیں، وہ اس کو قبر میں بیٹھاتے اور سوال کرتے ہیں اور جب دفن کرنے والے پیٹھ پھیر کر واپس ہوتے ہیں تو وہ یقینا ان کے چلنے کی آہٹ تک سنتا ہے۔ (۱) وہ دونوں پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ وہ (جواب میں) کہتا ہے اللہ، میرا رب ہے، اسلام، میرا دین ہے اور محمد، میرے نبی ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ (جواب سن کر) وہ کہتے ہیں، اللہ تجھے (ہر مرحلے میں) ثابت رکھے۔ (آرام سے) سوجا اے ٹھنڈی آنکھ والے۔ (یعنی قبر کے عذاب سے مامون رہنے والے) اور یہ وہی (مضمون) ہے جو مذکورہ بالا آیت کریمہ میں آیا ہے۔ (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (قبر وغیرہ میں) قول حق پر ثابت و قائم رکھتا ہے اور ظالموں (یعنی کافروں منافقوں) کو قول حق کی توفیق نہیں دیتا ہے۔ (اور حضور نے اسی حدیث میں آگے فرمایا:) **واذا دخل الکافر... الیٰ آخرہ۔ (ترجمہ)** اور جب کافر یا منافق قبر میں داخل ہوتا ہے، تو وہ دونوں (فرشتے) اس سے پوچھتے ہیں کون ہے تیرا رب؟ کیا ہے تیرا دین؟ اور کون ہیں تیرے نبی؟ تو وہ (جواب میں) کہتا ہے میں کچھ نہیں جانتا ہوں، تو وہ کہتے ہیں ''**لا دریت**'' (ہاں) تو نے نہیں جانا پھر وہ گرز سے اس کی پٹائی کرتے ہیں جسے دنیا بھر کی ساری مخلوق سنتی ہے، ہاں جن و انس نہیں سنتے ہیں۔

..... جاری ■◀

[۱] یعنی مردہ قبر میں بیشک زندہ کیا جاتا ہے یقینا اسے حقیقی طور پر زندگی دے کر بٹھایا جاتا ہے حتیٰ کہ اوپر چلنے والوں کے پیروں کی آواز تک سن لیتا ہے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں یہ جملۂ حالیہ رفع شبہ ہی کے لئے لایا گیا ہے، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

ص ۵۴ر کا بقیہ.....

شہنشاہِ رسالت کے تصدق حضرتِ عاشق
قیامت تک رہے آباد تیرا خرمنِ عترت

نقوشِ حضرتِ احمد رضا خاں پر فدا ہو کر
کرے تا عمر مع اخلاص وہ اسلام کی خدمت

سماں کیا رنگ لایا ہے خوشی کی لہر ہے ہر سو
سمٹ آئیں ہے گلشن کی بہاریں بر در دولت

زہے قسمت انوکھی شان سے آمد ہوئی ایسی
بڑھی کاشانۂ اختر رضا کی رونق و زینت

خدائے لم یزل سے التجائے خاص کرتا ہوں
عروج وارتقائے دیں ہو ان کی ذات بابرکت

نگاہِ مفتیٔ اعظم کا ان پہ فیض جاری ہو
ہو ان سے دور ہر رنج و مصیبت آفت و کلفت

طفیل فاطمہ زہرا پئے سرکار دو عالم
کرے ان کو عطا اللہ عمرِ خضر کی دولت

بنے وہ عالم و مفتی محقق حافظ قرآں
ہمالہ پر بھی لہرائے یوں ان کا پرچم رفعت

جسیمؔ قادری عاشق میاں کے واسطے ہیں وہ
سکون دل قرار روحِ جاں اور زیست کی راحت

◆◆◆

امام احمد رضا نمبر

ماہنامہ سنی دنیا کا ایک عظیم صحافتی کارنامہ، امام اہل سنت کی حیات وخدمات کو ایک نئے زاویئے سے پیش کرنے والا ایک دستاویزی شمارہ، صرف ۲۰۰ر روپئے ادارہ کو بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

(از: مولانا محمد طفیل احمد مصباحی*

ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف کا خصوصی نمبر

نقوشِ تاج الشریعہ! ایک خصوصی مطالعہ

آفتابِ شریعت، ماہتابِ طریقت، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، استاذ الاساتذہ، زین الفقہاء، امام الاتقیاء، تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء) کی ہمہ جہت دینی، علمی، ادبی اور روحانی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں، اکیسویں صدی عیسوی کے علمائے اسلام اور صوفیائے عظام کی فہرست میں آپ کا مقام سرِ فہرست ہے۔

آپ کی حیات و خدمات اور تابناک فکر و شخصیت نے پورے عہد کو متاثر کیا ہے اور امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی یاد تازہ کردی ہے۔ آپ بلا مبالغہ وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، مظہرِ مفتیِ اعظم ہند اور یادگارِ حضور حجۃ الاسلام تھے، حضور تاج الشریعہ اسم بامسمیٰ شخصیت کا نام ہے، آپ شریعت کے تاج، آسمانِ طریقت کے ماہِ تمام، بزمِ رشد و ہدایت کے صدر نشیں، میدانِ تحقیق و تنقیح کے شہ سوار، مملکتِ فقہ و افتا کے تاج دار، عربی، فارسی و اردو کے مسلم الثبوت ادیب و شاعر اور سلوک و تصوف کے محرمِ راز تھے، صورت ایسی کہ دیکھ کر خدا یاد آجائے اور سیرت ایسی کہ صحابۂ کرام کا نقشہ نگاہوں کے سامنے پھر جائے، اکیسویں صدی کے مرشدانِ طریقت اور فقیہانِ امت میں آپ کو بہت سارے علمی تفردات و امتیازات حاصل تھے، جو ذاتِ گرامی اتنے سارے اوصاف و کمالات کی جامع ہو، بلا اس کی عبقریت میں کس کو شبہ ہوسکتا ہے؟ آپ کی شہرت و مقبولیت کا کیا پوچھنا! شارحِ بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے بقول:

"حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کو جو شہرت و مقبولیت زندگی کے آخری حصے میں ملی تھی، حضور تاج الشریعہ کو وہ عمر کے اوائل ہی میں مل گئی ہے۔"

نمازِ جنازہ میں کروڑوں افراد کی شرکت اور عرسِ چہلم کے موقع پر آپ کی حیات و خدمات سے متعلق مختلف رسائل و جرائد کی طرف سے پچاس سے زائد "نمبرات" کی خصوصی اشاعت، آپ کی شہرت و مقبولیت اور بلند قامت شخصیت کا ایک واضح ثبوت ہے، ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف ستمبر و اکتوبر 2018ء / ذی الحجہ و محرم الحرام 1440ھ کی یہ گراں قدر، تاریخ ساز اور فخریہ پیشکش بنام "نقوشِ تاج الشریعہ" پندرہ نقوش (۱۵) اور ۱۳۳۶ صفحات پر مشتمل ہے، ہر نقش ایک باب کا درجہ رکھتا ہے اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تہہ دار فکر و شخصیت اور گراں قدر حیات و خدمات کا بڑا عمدہ تعارف پیش کرتا ہے، جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

نقشِ اوّل [تعزیتی خطوط] نقشِ دوم [خاندانی پس منظر، اجدادِ کرام، ابتدائی حالات] نقشِ سوم [اساتذۂ کرام، مشائخ عظام، علمائے عصر] نقشِ چہارم [علمی و فقہی خدمات] نقشِ پنجم [علمی افادات، تصنیفات و تالیفات] نقشِ ششم [اخلاق و آداب، محاسن و کمالات] نقشِ ہفتم [تنظیمی، تعمیری، تدریسی اور سماجی خدمات] نقشِ ہشتم [بیعت و ارشاد، شہرت و مقبولیت] نقشِ نہم [زیارتِ حرمین شریفین، تبلیغی اسفار] نقشِ دہم [میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے؟] نقشِ یازدہم [مناقب و مادہائے تاریخ] نقشِ دوازدہم [نوادراتِ تاج الشریعہ] نقشِ سیزدہم [عربی مقالات] نقشِ چہاردہم [شہزادۂ تاج الشریعہ: ایک نظر میں] نقشِ پانزدہم [تاج الشریعہ: علمائے عرب کی نظر میں/ تقریظات و تاثراتِ تاج الشریعہ/ مقالاتِ تاج الشریعہ۔

نقوشِ تاج الشریعہ کا آغاز ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف کے مدیر، پیکرِ علم و حکمت، سعادتِ لوح و قلم حضرت علامہ مفتی محمد

عبد الرحیم نشتر فاروقی دام ظلہ العالی کی اس مؤقر تحریر سے ہوتا ہے، جسے" جذباتِ فاروقی" کا نام دیا گیا ہے، ۲۴ رصفحات پر مشتمل اس تحریر میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی فکر وشخصیت، تابندہ نقوشِ حیات وخدمات اور آپ کے محاسن وکمالات کا جس والہانہ انداز میں نقشہ کھینچا گیا ہے، وہ بڑا پُر کیف اور وجد آفریں ہے، ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

" کہنے کو تو لوگ اسے ''اختر رضا'' کہتے تھے، لیکن وہ کسی چودھویں کے چاند سے کم نہ تھا، وہ ہلالِ عید سعید تھا، وہ بدرِ منیر بھی تھا، اس کی روشنی فلکِ سنیت کو جگمگا رہی تھی، اس کی ضیا باریوں سے ایک عالم منور ہو رہا تھا، اس کی شعائیں آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ کر رہی تھیں، اس کی تابشیں زمین کی وسعتوں میں پھیل چکی تھیں، وہ جدھر سے گزر جاتا تھا، اس کی ایک جھلک پانے کو دیوانوں کا ہجوم اکٹھا ہو جایا کرتا تھا، وہ جہاں کہیں بھی جاتا تھا، اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا ذکر وہاں پہنچ جایا کرتا تھا، حد تو یہ ہے کہ جہاں کبھی پہنچا ہی نہیں، وہاں بھی اس کا والہانہ ذکر ہو رہا تھا، مجلس کوئی بھی ہو، اس کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی، جلسہ کسی کا بھی ہو، اس کی فکر سے سرشار ہوتا، کانفرنس کیسی بھی ہو، کہیں بھی ہو، اس کا چرچا ہی اسے کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ''بستی بستی، قریہ قریہ، تاج الشریعہ، تاج الشریعہ''.....کون سا دل ہے جس میں اس کی سحر آگیں محبت موجیں نہ لے رہی ہو، کون سی نگاہ ہے جس میں اس کی دید و بازدید کا سودا نہ سمایا ہو، کون سی جاں ہے جو اس پر مر مٹنے کو حیاتِ جاوداں نہ سمجھتی ہو، وہ رہتا تو فرشِ گیتی پر تھا، مگر بستا کروڑوں دلوں میں تھا، وہ چلتا پھرتا تو زمین کے طول وعرض پر تھا، مگر حکمرانی انسانی قلب وجگر پر کرتا تھا، یہ محبت، یہ عقیدت اور یہ دیوانگی اسے بزورِ طاقت وقوت حاصل نہیں ہوئی تھی، اس کے خواص کی فراہم کردہ بھی نہ تھی، یہ بس راضی برضائے الٰہی کا نتیجہ تھی، ناموسِ رسالت کی پہرے داری کا انعام تھی، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا ثمرہ تھی، عوام وخواص میں مقبولیت ایسی کہ محض چند ساعتوں کے دیدار کے لیے لوگ ہزاروں کلومیٹر کا سفر طے کرتے اور گھنٹوں محوِ انتظار رہتے تھے، خلقِ خدا میں ادب واحترام ایسا کہ اکابرین بھی ادب بجا لانے میں فخر محسوس کرتے۔" (نقوشِ تاج الشریعہ، ص ۳۳)

یوں تو اس وقیع دستاویز کا ہر نقش اور ہر باب گراں قدر اور معلومات افزا ہے، لیکن اس کا بابِ اول، بابِ چہارم، بابِ پنجم، بابِ ششم، بابِ ہفتم اور بابِ ہشتم اپنی اہمیت ومعنویت اور افادیت وجامعیت کے لحاظ سے پورے مجموعہ کی جان ہے، بابِ اوّل میں موجود تقریباً ۲۵ رملک وبیرونِ ملک کے اکابر علما ومشائخ کی تعزیتی تحریریں، آپ کی علمی وروحانی عظمتوں کو اجاگر کرنے کے لیے کافی ہیں: الدکتور حمزہ الکتانی، الشیخ منور عتیق، الشیخ الدکتور احمد محمود شریف، الشیخ العلامۃ محمد علی یمانی، الشیخ رامی العبادی، الشیخ محمد محمود الحاجی، الشیخ العلامۃ الفقیہ نضال ابراہیم، الشیخ العلامۃ الفقیہ الحبیب علی الجفری، الشیخ الدکتور حازم محفوظ۔

ان کے علاوہ ہندوستان کے مرجعِ انام علما ومشائخ میں شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی، چشم وچراغِ خاندانِ برکات حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مارہروی، حضرت سید شاہ نجیب میاں برکاتی، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی، حضرت سید کمیل اشرف صاحب کچھوچھوی، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، حضرت سید شاہ اویس مصطفیٰ صاحب واسطی، حضرت شیخ ابوبکر احمد صاحب، شیخ سید خالد جیلانی بغدادی، شیخ سید محمد یعقوبی اور حضرت گلزار اسماعیلی واسطی دام ظلہم العالی کے تعزیتی پیغامات اس میں شامل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات مرجعِ عوام وخواص تھی، اکابر علما ومشائخ اور معاصرین واقران آپ کی علمی وروحانی فضیلتوں کے معترف ومداح تھے، معاصرین کی شہادت بڑی اہمیت کی حامل ہوا کرتی ہے، اس حوالے سے شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت محدثِ کبیر دام ظلہ العالی کی شہادتیں بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

(الف) "امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے، عالمِ اسلام کے مشہور و معروف عالمِ دین مفتی اختر رضا خان ازہری نور اللہ مرقدہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی میں نہ رہے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مفتی اختر رضا ازہری صاحب کی رحلت بلاشبہ علمی و روحانی دنیا میں عظیم خلا ہے، جس کا پُر ہونا مستقبل قریب نظر نہیں آتا، ازہری صاحب نے دین و سنیت اور رشد و ہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں، یقیناً وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔"

(ب) "حضور تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قادری علیہ الرحمہ نہ صرف ایک عالمِ دین تھے، بلکہ دین کے متعدد علوم میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، فقہی بصیرت میں یکتا اور بے مثل تھے، آپ کی ذہانت اور قوتِ حافظہ بھی بے مثال تھی، جس کی وجہ سے بے شمار عبارتیں، احادیث اور جزئیاتِ فقہیہ بلکہ لوگوں کی گفتگو بھی لفظ بہ لفظ محفوظ رکھتے، یہی وجہ تھی آپ نے بصیرت سے معذوری کے بعد بھی کئی مفصل مقالات و رسائل تصنیف فرمائے، اسی طرح آپ علمِ توقیت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، آپ کی حیات شریعت و طریقت کا سنگم تھی، سنتوں کی طرف سے کسی حال میں غافل نہ رہتے، مخالفین کا کبھی کوئی جواب نہ دیتے، البتہ مسائلِ شرعیہ میں اپنی نادر تحقیقات سے اپنے مخالف کی زبان بندی فرما دیتے، حق یہ ہے کہ آپ علم و عمل، فیوض و برکات اور مقبولیت عامہ میں اعلیٰ حضرت کے حقیقی وارث تھے۔"

(نقوشِ تاج الشریعہ، ص ۷۱-۷۹)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ایک عظیم الشان علمی و روحانی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے خاندان کا ہر فرد اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب کا درجہ رکھتا ہے، آپ کے آبا و اجداد کی علمی فضیلت، بلند و بالا مقامِ امتیاز اور بے مثال کارناموں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں، امام نقی علی خان، امام احمد رضا خان محدث بریلوی، استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی، مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان وغیرہم کو کون نہیں جانتا، یہ وہ عظیم المرتبت ہستیاں ہیں، جن کی عظیم الشان دینی و علمی و ادبی و روحانی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

بابِ دوم میں آپ کے انہیں باوقار آبا و اجداد کا ذکرِ جمیل ہے، اس باب میں پانچ مضامین شامل ہیں، بابِ سوم کے ذیلی عنوان کو "اساتذۂ کرام و مشائخ عظام و علمائے عصر" کے نام سے معنون کیا گیا ہے، جس سے اوّلِ نظر میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اس میں آپ کے اساتذۂ کرام و مشائخ عظام کا تذکارِ جمیل ہوگا، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، بلکہ اس باب میں حضرت تاج الشریعہ کے مقامِ ارفع کو اکابرینِ اہل سنت اور آپ کے معاصرین کے اقوال و ارشادات کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔ حالاں کہ آپ کے اساتذۂ کرام و مشائخ عظام کا تفصیلی یا اجمالی تذکرہ ضروری تھا، ممکن ہے کہ وقت کی قلت کے سبب فاروقی صاحب کی نظر اس پر نہ پڑ سکی ہو، جس کا اعتراف انھوں نے ''جذبات فاروقی'' میں یوں کیا ہے:

"ابتدائی مرحلے میں ہم نے جو وقتی تبویب کی تھی، اس میں اچھے خاصے مقالے غیر متعلقہ ابواب میں چلے گئے، ہمارا خیال تھا کہ فائنل ترتیب کے وقت انھیں ان کے متعلقہ ابواب میں شامل کر دیا جائے گا لیکن حالت یہ ہے کہ آخری وقت میں بھی فائنل ترتیب کا موقع نہیں ملا، لہٰذا معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ مجبوراً مقالات کو ہم پہلی ہی ناقص ترتیب میں پریس کے حوالے کر رہے ہیں۔" (نقوشِ تاج الشریعہ، ص ۴۹)

بہر کیف! یہ باب بھی قارئین کو خصوصی مطالعہ کی دعوت دیتا ہے، ضخامت اور مضامین کی جامعیت کے لحاظ سے بابِ چہارم پورے مجموعے کا خلاصہ اور حضور تاج الشریعہ کے علمی محاسن اور روحانی کمالات کا دل آویز مرقع ہے، جس میں ستّر (70) اصحابِ علم و اربابِ قلم کے مضامین و مقالات شامل ہیں۔

یہ باب آپ کی ہمہ جہت دینی، علمی، ادبی و روحانی خدمات کا احاطہ کرتا ہے اور مختلف علوم و فنون میں آپ کے تبحّر و تفوّق اور

آپ کے مقام امتیاز و اختصاص کو اجاگر کرتا ہے، بابِ چہارم کی طرح بابِ پنجم بھی گراں قدر مضامین اور فکر انگیز تحقیقی مقالات پر مشتمل ہے، اس باب کے تحت مولانا ابو یوسف محمد قادری ازہری، مفتی ناظم علی مصباحی، ڈاکٹر غلام زرقانی قادری، شبیر احمد عرف شاہر رضا، مفتی شمشاد احمد مصباحی، مولانا محمد مزمل برکاتی، مولانا عطاء النبی حسینی مصباحی، مولانا ارسلان قادری، مولانا محبوب رضا نوری، مولانا صلاح الدین رضوی، مولانا سید اولاد رسول قدسی، مفتی سید شہباز اصدق چشتی سہسرامی، مولانا توفیق احسن برکاتی، مفتی عابد رضا مصباحی بھاگل پوری، مفتی مطیع الرحمٰن نظامی اور مفتی محمد ناظر اشرف جیسے اصحابِ علم کے مضامین کافی اہمیت کے حامل ہیں اور پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس باب میں محب گرامی مولانا توفیق احسن برکاتی کا مضمون " الفردہ شرحِ قصیدۃ البردہ : ایک تعارفی جائزہ" دیکھ کر راقم الحروف کو ایک پرانی بات یاد آ گئی، جسے تحدیثِ نعمت کے طور پر یہاں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی مایۂ ناز عربی کتاب" الفردہ شرحِ قصیدۃ البردہ" جب پہلی بار شائع ہوئی تو اس کی ایک جلد محب گرامی حضرت مولانا مفتی ابرار احمد قادری مصباحی کی معرفت راقم الحروف کو بھی موصول ہوئی، حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب پر اپنے دستِ خاص سے اس فقیر کا نام لکھا تھا اور نیچے اپنا دستخط بھی فرمایا تھا، راقم نے اس گراں قدر علمی و تحقیقی کتاب پر تبصرہ لکھ کر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور میں شائع کیا اور اس کی ایک کاپی محب گرامی حضرت مولانا محمد عاشق حسین کشمیری دام ظلہ کو بریلی شریف ارسال کر دیا، حضرت نے فقیر کے اس تبصرے کو پسند فرمایا اور جب یہ فقیر بریلی شریف حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: آپ نے بڑا اچھا تبصرہ کیا ہے، آپ تلخیص کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی کر دیجیے، فقیر نے عرض کیا: جی حضور! اس کے چند مہینوں بعد یہ فقیر ترجمہ کے کچھ صفحات لے کر بریلی شریف گیا اور آپ کو تبصرے کا دو صفحہ پڑھ کر سنایا تو اس پر بھی آپ فرحت و مسرت کا اظہار فرمایا اور اسی موقع پر حضرت نے اس گنہگار کو بخاری شریف کی پہلی حدیث پڑھا کر سندِ حدیث کی اجازت کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں خلافت و اجازت سے بھی سرفراز فرمایا، الحمد للہ علیٰ ذلک!

بابِ ششم" حضرت کے اخلاقِ حسنہ، آدابِ عالیہ اور محاسن و کمالات پر روشنی ڈالتا ہے، جس میں ۲۸ / اہلِ علم کے مضامین اس خصوصی نمبر کی زینت بنے ہیں، جب کہ" بابِ ہفتم" میں آپ کی تنظیمی، تعمیری، تدریسی اور سماجی خدمات کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے اور اس حوالے سے ۲۰ / مختلف اصحابِ قلم نے سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے" بابِ ہشتم" آپ کی صوفیانہ عظمت پر روشنی ڈالتا ہے اور آپ کے مرشدِ کامل، عارفِ باللہ اور پیر روشن ضمیر ہونے پر شرح و بسط کے ساتھ قارئین کو معلومات فراہم کرتا ہے" بابِ دہم و نقشِ دہم" میں ایک درجن علما و مشائخ کے تاثراتی مضامین ہیں، حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی علیہ الرحمہ، مفکر اسلام حضرت علامہ عبد المبین نعمانی، مناظر اسلام، ماہرِ علوم و فنون حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی و حضرت علامہ ڈاکٹر ارشاد احمد ساحل سہسرامی دام ظلہم العالی کے مضامین بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور حضور تاج الشریعہ کی زندگی و بندگی کے بہت سارے مخفی گوشوں کو اجاگر کرتے ہیں۔

حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے مضمون کا یہ پیرا گراف بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ چند شافعی حضرات جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مختلف علمی مسائل پر تبادلۂ خیال کے دوران جب یہ حضرات کسی موضوع پر دو یا تین حدیثیں پیش کرتے تو ہم نے دیکھا حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اسی عنوان پر پانچ چھ حدیثیں کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش فرما دیتے، وہ حضرات اگر کوئی آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں ایک یا دو کتابوں کی عبارتیں پڑھتے تو حضرت علیہ الرحمہ (حضور تاج الشریعہ) چار پانچ تفسیروں کی عبارتیں سنا دیتے، جس سے ان حضرات کے علاوہ میں اور مولانا یاسین اختر مصباحی صاحب بھی استعجاب و حیرت کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کا منہ تکنے لگتے اور دل اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ یہ دراصل امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتیِ اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیضانِ علمی کا ثمرہ

ہے۔ (نقوشِ تاج الشریعہ،ص۱۰۸۹-۱۰۹۰)

"بابِ یازدہم" میں ان شعرائے اسلام اور ادبائے عصر کے" منظوم کلام و مادہ ہائے تاریخِ وصال" کو جگہ دی گئی ہے، جنہوں نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصالِ پُر ملال کے بعد منقبتیں لکھی ہیں اور آپ کے" مادہ ہائے تاریخ" تحریر کر کے اپنے محسن کی بارگاہ میں نذرانۂ خلوص وعقیدت پیش کیا ہے، ایسے خوش نصیب افراد کی تعداد دو درجن کے قریب ہے، جس میں یہ حقیر فقیر بھی شامل ہے، ہر ایک کا نام پیش کرنا، باعثِ طوالت ہوگا۔" نقشِ دوازدہم" نوادراتِ تاج الشریعہ پر مشتمل ہے، جس میں خصوصیت کے ساتھ آپ کے کلامِ بلاغت نظام کو پیش کیا گیا ہے، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں اپنے وقت کے باکمال مدرس و مفتی، عظیم المرتبت محدث و محقق اور مایۂ ناز مرشدِ طریقت تھے، وہاں عربی و اردو زبان کے ایک قادر الکلام ادیب و شاعر بھی تھے، آپ کی عربی شاعری پر راقم الحروف کا ایک مضمون زیر تبصرہ مجموعے میں شامل ہے۔

آپ کی شاعری زبان کی سلاست و نفاست، فکر و خیال کی طہارت اور بیان و اسلوب کی لطافت کا ایک دل آویز مرقع ہے "نقشِ سیزدہم" میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ہمہ جہت دینی وملی خدمات اور بالخصوص عربی زبان وادب میں آپ کی مہارت و بصیرت پر نصف درجن اصحابِ فکر و دانش کے عربی مقالات ہیں، جن کے اسمایہ ہیں: مولانا محمد اختر المصباحی، مولانا رابع النورانی، مولانا سید عظیم الدین الازہری، مولانا آصف العلوی الازہری، مولانا شکیل المصباحی، مولانا شاکر الازہری، مولانا محمد اختر المصباحی (استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف) اپنے مضمون [تاج الشریعۃ کشاعر عربی عظیم] میں لکھتے ہیں:

"من المعلوم ان العالم لم یخل قط من العلماء الربانیین المخلصین و من الصالحین المقبولین و من الدعاۃ المرشدین و من الداعین المبتھلین و من الخاشعین المنیبین ..... و من تلک الشخصیات العلمیۃ و الادبیۃ المحدث المفسر و الخطیب البارع الیقظان و لسائر العلوم بحر عدان، رحلۃ للاوان، قرۃ لاعیان الاعیان، بین الفقھاء المعاصرین مثل نعمان و الشاعر البلیغ الذی یثیر الاکنان، المرشد المعنوی تاج الشریعۃ و نجم الایمان، قاضی القضاۃ فی الھند الشیخ المفتی محمد اختر رضا القادری البریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان ..... انہ کان شاعرا بلیغا نابغا فی العروض و القافیۃ، فکان یقرض الابیات فی العربیۃ الفصیحۃ احسن ممن نشاء فی بلاد العرب و تبرع فی لغاتھا کما کان یقرض الابیات فی الاردویۃ السلسۃ، لہ قصائد عربیۃ متعددۃ۔" (نقوشِ تاج الشریعہ،ص۱۱۳۹-۱۱۴۰)

مولانا محمد رابع نورانی (مدرس دار العلوم فیض الرسول، براؤں شریف) حضور تاج الشریعہ کی علمی جلالت اور آپ کی دینی وملی اور تعمیری وقلمی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولد فی بیت کلہ علم و دین و صلاح و رشاد و تربی فی حِجر الدین و العلم و قد ظھر فیہ النبوغ المبکر یبشر بمستقبل زاھر و قرأ الکتب الدرسیۃ علی العلماء الفطاحل .....

کرس حیاتہ کلھا لخدمۃ الاسلام و المسلمین مرشدا روحیا و خطیبا و محاضرا و مؤلفا و داعیۃ و متجولا فی ارض اللہ الواسعۃ و ترک آثارا لا تمحی علی کر العصور و مر الدھور و من آثارہ تأسیس المدارس و الدور العلمیۃ و علی راسھا جامعۃ الرضا ببریلی الشریفۃ و تالیف کتب قیمۃ کمثل: تحقیق أن أبا إبراھیم تارخ لا آزر، ازھر الفتاوی فی خمس مجلدات، ازھر الفتاوی باللغۃ الإنجلیزیۃ، حاشیۃ علی صحیح البخاری، صیانۃ القبور، مرآۃ النجدیۃ، الفردۃ شرح قصیدۃ البردۃ للبوصیری۔ (نقوشِ تاج الشریعہ،ص۱۱۴۶-۱۱۴۷)

" بابِ چہاردہم" شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا الحاج محمد عسجد رضا خان قادری رضوی بریلوی دام ظلہ العالی اور جماعت رضائے مصطفیٰ کے تعارف پر مشتمل ہے،" بابِ پانزدہم" تاج الشریعہ !علمائے عرب کی نظر میں" بابِ شانزدہم" تقریظات وتأثرات تاج الشریعہ اور" بابِ ہفدہم" مقالات تاج الشریعہ۔

مؤخر الذکر ابواب بھی کافی اہم اور بیش قیمت معلومات پر مشتمل ہیں اور اہل سنت کے عوام وخواص کے لیے علمی تحفہ کی حیثیت رکھتا ہے،" مقالاتِ تاج الشریعہ" کے ضمن میں آپ کا بلند پایہ علمی وتحقیقی مقالہ" نہایۃ الزین فی التخفیف عن أبی لہب یوم الاثنین" نہایت پُر مغز اور محقق ومدلل ہے،۱۶ رصفحات پر پھیلے اس عربی مقالے سے آپ کی علمی بصیرت، استدلالی قوت، محدثانہ شان وشوکت اور عربی زبان پر قدرت صاف طور پر نکھر کر سامنے آتی ہے۔۲۱ رصفحات پر محیط آپ کا مقالہ" حدیث افتراقِ امت اور عقائد اہل سنت" بھی خاصے کی چیز ہے اور آپ کے تحقیقی ذوق اور علمی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ ۵۵ رصفحات پر مشتمل مقالہ" ایمان، کفر اور تکفیر کی بخیہ دری" کی سطر سطر سے آپ کا علمی تفوق، شانِ تحقیق واجتہاد، متکلمانہ طرزِ استدلال اور عالمانہ جاہ وجلال مترشح ہوتا ہے، واضح ہو کہ نقوش تاج الشریعہ میں ''باب'' کو لفظ ''نقش'' سے تعبیر کیا گیا ہے، اس طرح کل ملا کر ۱۷ رنقوش یا ابواب پر محیط یہ عظیم وضخیم دستاویز اہل ذوق کو دعوت مطالعہ دے رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی پوری زندگی درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور وعظ وتلقین میں بسر ہوئی، آپ کے قلم اعجاز رقم سے ہزاروں فتاویٰ، تحقیقی مضامین اور علمی وفقہی مقالات وجود میں آئے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل سنت کے مختلف رسائل وجرائد سے آپ کے مضامین تلاش کیے جائیں اور ان سب کو کتابی شکل میں مرتب کر کے شائع کیا جائے۔

راقم الحروف نے ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور کی پرانی فائلوں میں آپ کے متعدد مضامین دیکھے ہیں، ماہنامہ اشرفیہ کے علاوہ دیگر ماہناموں سے بھی آپ کی نگارشات دستیاب ہو سکتی ہیں، اللہ کرے کوئی بندہ سامنے آئے اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور کا تاریخ ساز" سیدین نمبر" اب تک کا سب سے ضخیم نمبر مانا جا رہا تھا، لیکن مقامِ شکر واطمینان ہے کہ اب اس طرح کے ضخیم نمبرات مسلسل شائع ہو رہے ہیں، سہ ماہی المختار، کلیان، بھیونڈی کا" خواجۂ علم وفن نمبر" اور" بحر العلوم نمبر" اس کے واضح ثبوت ہیں، ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف کا یہ عظیم الشان، ضخیم اور تاریخ ساز نمبر" نقوشِ تاج الشریعہ" ظاہری ومعنوی اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کے عرسِ چہلم کے موقع پر اتنا وقیع اور ضخیم نمبر شائع کرنا، اس کی مجلسِ ادارت کے عزم وحوصلہ کو ظاہر کرتا ہے، قابلِ مبارک باد ہیں ماہنامہ سنی دنیا کے سرپرست اور مدیر اعلیٰ، شہزادۂ تاج الشریعہ، مخدوم گرامی حضرت علامہ محمد عسجد رضا خان قادری رضوی بریلوی دام ظلہ العالی اور مدیرِ رسالہ حضرت علامہ ومفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی دام ظلہ، جن کی انتھک کاوشوں سے یہ عظیم الشان نمبر منظر عام پر آیا، اللہ تعالیٰ اس کے مرتبین حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری دام ظلہ اور حضرت مولانا محمد شکیل بریلوی صاحب کو جزائے خیر سے نوازے اور حضرت تاج الشریعہ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے، آمین۔

◆◆◆

ص ۵ رکا بقیہ.....

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نام قابل ذکر ہیں، آپ کے تربیت یافتہ ان بزرگوں اور ان کے بعد ان کے خلفا اور تلامذہ کی بے لوث کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں اسلام کی روشنی پھیلی اور یہاں کی فضا قال اللہ اور قال الرسول کے ملکوتی نغموں سے گونج اٹھی۔

آج ہندوستان میں جو ایمان واسلام کی بہاریں نظر آرہی ہیں ان میں سلطان الہند، خواجۂ خواجگاں، عطائے رسول، حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کاوشوں کا نمایاں کردار ہے، آپ نے تبلیغ وارشاد کا وہ دل نشین طریقہ اپنایا کہ ہزاروں باطل خداؤں کے سامنے اپنا سر جھکانے والے اب وہ ایک خدا کی بارگاہ میں اپنا جبین نیاز خم کرنے لگے۔

◆◆◆

منظوم

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا

(از: استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مئے سرجوش درآغوش ہے شیشہ تیرا
بے خودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالہ تیرا

خفتگان شب غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحر حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جور پامالیٔ عالم سے اسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرّہ تیرا

کس قدر جوش تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینہ کو تلوا تیرا

گلشن ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابر کرم زور برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغ عالم
تختۂ گلشن فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرّہ پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

بقیہ ص ۳۹ پر

خسرو دہر میں فرمان ہے چلتا تیرا

(از: حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
خسروِ دہر ہوا مانگنے والا تیرا

فیض سلطان سخاوت ہے نرالا تیرا
کبھی محروم نہیں پھرتا ہے منگتا تیرا

تیری چوکھٹ پہ جو آیا وہ بنا شاہ زماں
خسرو دہر میں فرمان ہے چلتا تیرا

ایسا ظالم، چمن کا مالی ہے

(از: مولانا سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی مسقط عمان

باغِ ہستی کی پائمالی ہے
خون سے تر، ہر ایک ڈالی ہے

بلبلوں کی زباں پہ ہے پہرہ
آہ! زاغوں کی کوتوالی ہے

آگ برسا رہا ہے پھولوں پر
ایسا ظالم، چمن کا مالی ہے

خار زاروں کو مل رہی ہے غذا
لالہ زاروں پہ خشک سالی ہے

تحفۂ گل کہاں سے لاؤں میں
ہر شجر، نقشِ خستہ حالی ہے

ایسی حالت میں سالِ نو آیا
جب بہاروں کا ہاتھ خالی ہے

ہو مسرت کی اب سحر یارب
چارسُو غم کی رات کالی ہے

تحفۂ گل کہاں سے لاؤں میں
ہر شجر، نقشِ خستہ حالی ہے

تیرے در سے دلِ فریدیؔ بھی
اے خدا امن کا سوالی ہے

مبارک ہو نواسہ آپ کو اے قائد ملت

(از: مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی، متعلم جامعۃ الرضا

اتر آئی ہے آنگن میں ضیائے کشور جنت
مبارک ہو نواسہ آپ کو اے قائد ملت

ولادت باسعادت کا سویرا جس گھڑی پھیلا
ہوئی ہر گوشۂ گھر میں جھما جھم بارش رحمت

مسرت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو دختر مسجد
فلک کا چاند تیری گود میں چمکا خوشا قسمت

بقیہ ص ۴۷ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाआत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

FEBRUARY-2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

فقہی متون وشروح کے جزئیات کا ذخیرہ، علماء ومفتیان کرام کی ضرورتوں کا معاون، اور بالخصوص نو پید مسائل کے شرعی حل کا مجموعہ

104
عرس رضوی کے موقع پر

فتاویٰ تاج الشریعہ

دس 10 جلدیں

کا رسم اجراء

اصل قیمت
~~11,000روپے~~

رعایتی قیمت
~~5,500روپے~~

عرس رضوی کے موقع پر خاص رعایتی قیمت
صرف 4,400روپے

BANK NAME:
STATE BANK OF INDIA
A/C NAME:
IMAM AHMAD RAZA TRUST
A/C NO:
30078123009
IFSC CODE:
SBIN0000597
ADDRESS:
KUTUBKHANA BRANCH
BAREILLY

Contact 9808800888 8791766391

UPI ID:
JAMIATURRAZA@SBI

MuftiAsjadRaza.com